حاصل کرنے والون کے لئے نیز طلبہ کے لئے یہ رسالہ مفید ہے، قیمت ۴ر لکھائی چھپائی عمدہ ہے، مذکورہ بالا پتہ سے یہ بھی مل سکتی ہے،

**حکایات پنجاب،** عرصہ ہوا اے فلورا اسٹیل (A. Flora Steel) نے ٹیلس آف دی پنجاب (Tales of the Punjab) لکھی اور میکلین کمپنی کلکتہ نے اسے شایع کیا تھا، اب اسی کتاب کو جناب سید عبد القادر صاحب ایم-اے پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور نے اردو کا جامہ پہنایا اور اسی کمپنی نے شایع کیا ہے، اس قسم کے افسانون سے بظاہر بچون کا دل بہلایا جا سکتا ہے، لیکن درحقیقت اُن سے ملک کے ذہنی کیفیت کا بھی پتہ چلتا ہے، اور معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح سے ملک مین بھوت، جن فوق الفطرت قوت طلسمات، کا خیال موجود ہے، اور رسم محبت، طرز سفر طریقۂ زندگی وغیرہ کیا تھا انھین خیالات کو مدنظر رکھکر لال بہاری ڈے نے حکایات بنگال اور ایک دوسرے صاحب نے شیخ چلی کے نام سے قصص ہند لکھین، ماہرین تعلیم نے بچون کی اس ذہنی کیفیت کو دیکھکر کہ وہ حکایات کے بہت مشتاق ہوتے ہین ایسے قصے لکھے جن سے ان مین حب الوطنی، بلند ہمتی، وغیرہ کے جذبات پیدا ہون لیکن اس کتاب کا دلچسپی کے علاوہ اس قسم کا کوئی مقصود نہین، اس کتاب مین ۱۵ مختلف افسانے ہین، ترجمہ سلیس ہے لکھائی چھپائی بھی اچھی ہے، کتاب چھوٹی تقطیع کے ۲۰۰ صفحون پر مشتمل ہے، اور میکلین کمپنی بُو بازار کلکتہ کے یہان ۱۲؍ کو مل سکتی ہی،

ایک جگہ اس کتاب مین طوعاً وکرہاً کو طوہا وکرعا لکھا گیا ہے، معلوم نہین یہ مترجم کی یا کاتب کی غلطی ہے، بہرحال قابل اصلاح ہی،

---

| مجلد چہار دہم | ماہ جمادی الاول ۱۳۴۳ھ مطابق ماہ دسمبر ۱۹۲۴ء | عدد ششم |
|---|---|---|

## مضامین



## تصحیح

نومبر کے معارف کے صفحہ ۳۳۰ کے آخری ۳ سطر مین "کم" کا لفظ زائد ہی، ناظرین تصحیح کرلین، ونیز صفحہ ۳۴۳ مین "سخاوت"، سخاوت، فیضاضی، فیاضی اور صفحہ ۳۴۱ مین حرمت کی پھول حرمت کے پھول اور رستہ، رستہ ہونا چاہئے

# شذرات

آج چار برس کے بعد پھر ناظرین معارف سے جدا ہو رہا ہون، پہلے اگر یورپ کے ایوان وقصور کی زیارت سفر کا باعث تھی تو آج ملک عرب کے ریگستان وکوہستان کا شوق دامنگیر ہے، یہ سفر حجاز ونجد تک جاکر اگر ختم ہوگیا تو امید ہے کہ یہ دوری تین ماہ سے زیادہ اپنے ناظرین سے دوبارہ ملنے کے لیے بیقرار نہ رکھیگی، اور اگر مصر وشام وغیرہ اسلامی ممالک نے اپنی طرف کھینچا تو اس بُعد وفراق کا زمانہ چھ ماہ تک قائم رہیگا، اس اثنا مین **معارف** کی ادارت اور جمع وترتیب ہمارے نوجوان رفقائے دارالمصنفین کے ہاتھون مین ہوگی، دعا ہے کہ خدا ان ناآزمودہ کار بازوؤن کو اس بوجھ کے اُٹھانے کی پوری قوت عطا فرمائے،

---

سیرۃ النبی کا تیسرا حصہ چھپکر تیار ہے، صرف اس غلط کار کے غلط نامون کی ترتیب وطبع باقی ہے، سیرۃ کی دوسری جلد جب چھپکر نکلی تو اس کا جامع سات سمندر پار دیار فرنگ مین تھا، اب جب اسکی تیسری جلد کی اشاعت کا وقت آیا تو بھی وہ ہندوستان سے دور ریگون اور پہاڑون مین ہوگا، اس طرح اسکی اشاعت کے "افتتاح" کی خوشی دیکھنے سے محروم رہیگا، تاہم اُسکی یہ توقع ہے کہ سیرت کے "ہیرو" کی خاک وطن، اس نابینا کی آنکھون کا سرمہ ہوسکے،

---

افغانی حکام اور افسرون سے جب کبھی ملنے یا مراسلت کرنے کا موقع ملا، ہم نے ان کو کابل مین جدید طرز پر نئے اسلوب ونصاب کے مطابق ایک دینی عربی درسگاہ وجامعۂ عظمیٰ کے قائم کرنے کا مشورہ



دیا، آج سے شاید دو سال پہلے ہمنے معارف مین ایک افغانی سفیر کا خط شائع کیا تھا جس مین اُنھون نے اس قسم کی درسگاہ کے قیام کی تجویز کی تائید کرکے یہ خوشخبری سنائی تھی کہ عنقریب یہ تحریک خیال سے عمل مین آئیگی اور پایۂ تخت کابل مین ایک بڑا عربی مدرسہ قائم ہوگا، پچھلے ماہ ستمبر مین دلی مین جب سابق وزیر خارجیہ افغانستان آقا محمود طرزی سے ملاقات ہوئی تو دوران گفتگو مین اُنھین پھر ادھر متوجہ کیا، اُنھون نے وعدہ کیا کہ وہ اس مسئلہ کے متعلق ضروری مراسلت کرینگے، اب اخبارات سے یہ خبر سنکر نہایت خوشی ہوئی کہ آخر اس تجویز کے عمل مین آنے کا وقت آگیا، اور ایک عربی مذہبی درسگاہ اعلی وہان قائم ہوگئی، خدا کرے کہ یہ جامع عربیۂ مشرق وسطی کے مسلمانون کا جامع ازہر اور زیتون ثابت ہو، اور تمام وسطی مشرق کے مسلمانون مین علوم دینیہ، ادبیات عربیہ، تمدن اسلامی، اور احساسات قومی وملی کے بیدار کرنے کا ذریعہ ووسیلہ ہو،

---

اسی سلسلہ مین ہم کو ایک اور حقیقت کا علم ہوکر نہایت خوشی ہوئی، کون نہین جانتا کہ یورپ جاکر انسان خدا کو بھول جاتا ہے، اور اُس ہستی کو بھول جاتا ہی، وہان کی وضعداری اور شرافت ہے، اس کا اثر ان مسلمان طلبہ پر جو مختلف اسلامی ممالک سے یورپ مین تعلیم کے لیے جاتے ہین یکسان پڑتا ہے، اس اثر مین ٹرکی، مصر، اور ہندوستان کے مسلمان طلبہ سب برابر ہین، لیکن افغانستان جس نے ابھی ابھی اس راہ مین قدم رکھا ہے اور اپنے نوجوانون کو بغرض تعلیم یورپ بھیجنے کا آغاز کیا ہے، اس نے دوسر اسلامی ممالک کے گذشتہ وموجودہ تجربون سے عبرت حاصل کرکے اسکی سخت کوشش کی ہے، کہ طلبہ کی ہر جماعت کے ساتھ اُنکی اخلاقی ومذہبی حالت کی نگرانی وترقی کے لیے ایک ایک اتالیق مقرر کیے ہین، جو اُنکی دیکھ بھال کرتے ہین،

---

میرزا خداداد خان سفارت افغان متعینہ پیرس کے سرکاتب ابھی حال مین پیرس سے

کابل واپس آئے ہین، وہ ان افغان بچون کے متعلق اپنے یہ چشمدید حالات بیان کرتے ہین،

"اس وقت یورپ مین شام، ایران اور مصر وغیرہ تمام اسلامی ملکون کے طلبہ تعلیم کی غرض سے یورپ مین مقیم ہین، لیکن خدا جسکو ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ نہین کرسکتا، اور جس کو وہ ہدایت نہ دے اسکی کوئی رہنمائی نہین کرسکتا، ہمارے بچے بحمد اللہ کہ یورپ مین رہکر بھی پکے مسلمان اور نماز پنجگانہ اور صوم وتلاوت کے پابند ہین، اور ممنوعات ومحرمات سے بالکل پاک وصاف ہین، اور ان مین ایسی باہم مساوات اور برادرانہ ہے کہ شہزادہ اور عام بچہ مین کوئی تمیز نہین معلوم ہوتی، ہم سپید ریش بڈھون سے کبھی کبھی صبح کی نماز قضا ہوجاتی ہے، مگر ان کم سن معصومون کی نماز قضا نہین ہوتی، اپنے قوم وملک کی محبت اُن کے رگ وریشہ مین سرایت کرگئی ہے، فالحمد للہ،

---

دار المصنفین نے اپنے قیام کی اس تھوڑی سی مدت مین جس قسم کی علمی ومذہبی خدمات انجام دی ہین، ان کا ثبوت اس سے بڑھکر اور کیا ہوسکتا ہے، کہ اس کا ناظم دو مرتبہ اہم ترین اسلامی وفود مین مذہبی حیثیت سے یورپ اور عرب گیا، پہلے سفر مین اگر دار المصنفین کو مستشرقین یورپ سے علمی برادری قائم کرنے کا موقع ملا تھا تو اس مرتبہ شاید اُسے علمائے اسلام سے علمی مواخات کی سعادت نصیب ہوگی،

---

نہایت خوشی کی بات ہے کہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن کی مجلس انتظامیہ نے اپنی ایک مخصوص صحبت مین یہ تجویز منظور کی ہے، کہ اسکی مطبوعات کا ایک ایک نسخہ دار المصنفین کو تنقید وتقریظ کے لیے دیا جائے، اور اسکی پہلی قسط مستدرک جلد ۴ کی صورت مین ہم کو وصول ہوئی ہے، اب مباحث شرقیہ کی طباعت ہورہی ہے اور اس کے بعد ابن درید کے جمہرہ کی باری ہے،



جس کے لیے خاص طور سے نئے حروف بنائے جارہے ہین،

---

مولوی ابو ظفر صاحب ندوی گجرات کی قومی یونیورسٹی کے السنۂ اسلامی کے استاد ہین، اب مجلس نے ان سے درخواست کی ہے کہ وہ گجرات کی اسلامی تاریخ مرتب کرین، اسی سلسلہ مین ان کو عبد القادر حضرمی کی النور السافر، بہادر شاہی، ملاکی تاریخ محمود شاہی، تاریخ احمد شاہی، اور تاریخ مظفر شاہی کی ضرورت ہے، اگر ناظرین معارف مین سے کسی صاحب کے پاس ان مین سے کوئی کتاب ہو تو مطلع فرمائین،

---

مسلمانون نے قرآن شریف کی حفاظت، اس کے بقا، اسکی کتابت، اسکی تحریر کی زیبائش و رنگینی کی طرف جتنی توجہ ابتدا سے اس وقت تک کی ہے اسکی مثال شاید دوسرے مذاہب مین مل سکے، عہد اسلام مین بہترین کاتبون کا فرض اولین یہ ہوتا تھا کہ وہ قرآن شریف لکھین، عام مسلمانون سے لیکر سلاطین وامرا تک قرآن لکھنا باعث سعادت سمجھتے تھے، اور عہد جدید مین فن طباعت کی ابتدا سے اس وقت تک نہ معلوم کتنے قسم کے نسخے اس کے شائع ہوچکے ہین، ہمارے محترم دوست حافظ نذیر احمد صاحب اپنے ایک خط مین قرآن کے عجیب نسخون کا جو حال مین لندن مین فروخت ہوئے ہین ان الفاظ مین تذکرہ کرتے ہین،

---

"اخبار اسٹیٹسمین کلکتہ مورخہ ۲۳ نومبر سنہ ۱۹۲۴ مین یہ خبر شائع ہوئی ہے:

"لندن مین سوتھ بے (Sotheby & Co) کے نیلام مین دو قرآن شریف ہدیہ کے لیے پیش کیے گئے تھے،

(۱) ایک بہت بڑی تقطیع کا قرآن جو طول مین ۴ فٹ، عرض مین اڑھائی فٹ، حجم مین

ایک فٹ، اور جلد لکڑی کی ہے،

ہر صفحہ مین دس سطرین ہین، اور ہر حرف کی لنبائی چار انچ ہے، اور تحریر کا ڈھانچا اگر پورا پورا خط ثلث مین نہین ہے تو نصف ثلث مین ہے، حاشیہ نہایت اعلیٰ درجہ کے گلکاری وغیرہ سے منقش و مزین، اور سنہری وطلاکاری سے مرصع، اور مطلا و مذہب ہے جزدان پر بھی قلم کاریان ہین، وزنی اور بھاری اس قدر ہے کہ دو شخصون کو اُٹھانے کی ضرورت ہوا کرتی ہے"،

ایک ہندوستانی نے ڈاک کے ہفتہ مین نیلام مین دو سو پونڈ مین اس بڑے قرآن شریف کو خریدا ہے،

(۲) دوسرا بہت چھوٹی تقطیع کا قرآن شریف جو طول مین ڈیڑھ انچ اور عرض مین بھی ڈیڑھ انچ ہے، اس بڑے قرآن شریف کے مقابلہ مین پیش کیا گیا تھا، یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس پیمائش کا قرآن شریف بڑا ہو یا چھوٹا دنیا مین عدیم النظیر ہے"،

---

اسی گرامی نامہ مین وہ ہم کو امید دلاتے ہین کہ

"فقیر کا ارادہ ہے کہ ان تمام بیش بہا قرآن شریف کو جنکی زیارت ہندوستان کے کتبخانون مین کی، یا تواریخ و فہرستِ کتب مین اُن کا حال پڑھا ہے، مثلاً دکن کے ایک کتب خانہ مین دارا شکوہ کا لکھا ہوا قرآن خط نسخ مین، یا انڈیا آفس مین حضرت عثمان رضہ کے دست مبارک کا کوفی مین لکھا ہوا قرآن جو اکبر کے کتب خانہ مین تھا اور اس پر اکبر کی مہر ہے، یا نذر محمد خان والیٔ بلخ کے کتبخانہ کا قرآن جسے تیمور کے پوتے کی لڑکی شاہ ملک خانم نے خط ریحان مین نہایت کمال وحسن لطافت سے لکھا تھا اور تربیت خان نے شاہ بلخ سے لاکر شاہجہان بادشاہ کے کتب خانہ مین نذر دیا تھا، اور شاہجہان اُسے دیکھکر نہایت خوش ہوا تھا، ایسے ایسے قرآن شریف پر ایک خاص مضمون



انشاء اللہ جنوری مین معارف کے قارئین کرام کی خدمت مین پیش کرون جو خالی از دلچسپی نہ ہوگا، پہلے ارادہ تھا کہ ہر کتب خانہ کے ضمن مین ان کے قرآن شریف وغیرہ کو ذکر کرون مگر غور کرتا ہون تو انکا ایک جگہ ہونا بہتر ہوگا، اب اُن کو اکٹھا کر رہا ہون"،

---

ممالک اسلامی مین مصر خاص اہمیت اور امتیاز رکھتا ہے، عام حیثیت سے وہ صرف اپنی اندرونی آزادی کی مساعی کے لیے ممتاز ہے، لیکن اس کے ساتھ اس کو حریت وآزادی کی تمام ذہنی و اقتصادی برکات بھی حاصل ہو رہی ہین تعلیمی حیثیت سے وہان انقلاب ہوگیا ہے، نئے نئے مدارس قائم ہو رہے ہین اور علمی تصانیف کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے اسی قسم کی ایک اہم تصنیف ڈاکٹر زکی مبارک کی کتاب الاخلاق عند الغزالی ہے، جس پر مصر کی یونیورسٹی نے ان کو "ڈاکٹریٹ" کی اعزازی سند عطا کی ہے،

---

یہ کتاب ۵۰۴ صفحہ کی ہے مولف نے پہلے اس مین امام غزالی کے زمانہ کے حالات لکھے ہین اس کے بعد انکی سوانح ہے، پھر فلسفۂ غزالی کے ماخذ بتائے ہین اس کے بعد ارادہ، جبر، صدق، صبر، مزاح، اور عورت وغیرہ عنوانون کے ماتحت امام غزالی کی رائے سے بحث کی ہے اور بعض یورپین فلسفیون سے مقابلہ کیا ہے،

آج سے ربع صدی پہلے ہندوستان کے ایک عالم نے بھی اس موضوع پر ایک کتاب لکھی تھی لیکن ملک نے اسکا جس طریقہ سے خیر مقدم کیا وہ ملک کی علمی مذاق کے لیے افسوسناک ہے،

---

# مقالات

## اکبر اُپنشد

از

مولوی ابوالجلال صاحب ندوی،

برہمنون کا علمی بخل مشہور ہے، وہ نہ صرف ملیچھون اور گشٹون سے اپنے علوم کو چھپاتے تھے، بلکہ اگر ویدون کے پاک اشلوک شدرون کے کانون مین پڑجائین تو مذہباً ان مین سیسہ پلا دینے کا حکم تھا، مسلمان جب اس ملک مین آئے تو اُن کر ساتھ اس بُخل کو برتنا اور بھی ضروری قرار پایا، البیرونی جب ہندوستان آیا اور اس نے ہندوستانی نجوم وہیئت سیکھنا چاہی تو اُسے سخت دقتون کا سامنا کرنا پڑا،

بایں ہمہ ایران، عرب، اور ترکستان سے آئے ہوئے مسلمانون کا شوقِ علم جنھون نے اب ہندوستان کو اپنا وطن بنا لیا تھا، اُن کو کسی طرح چین نہ لینے دیتا تھا، اور انکی کوششین برہمنی بخل کے باوجود برابر جاری رہین، جس کا اثر یہ ہوا کہ جہانگیر، شاہجہان اور عالمگیر کے عہد مین ہندو علماء مین اس قدر وسعتِ خیال پیدا ہوگئی کہ وہ علانیہ اپنے علوم کو مسلمانون تک مین پھیلانے لگے،

جہانگیر کے زمانہ مین، اُجین کے علاقہ مین اچھد روپ اسم ایک مرتاض سنیاسی تھا، جو اخیر عمر مین متھرا چلا آیا، خود جہانگیر کو اس کے ساتھ خاص دلی عقیدت تھی، یہ شخص ہندو ویدانت اور اسلامی تصوف دونون کو باہم تطبیق دے کر بیان کرتا تھا، اس وجہ سے ہندو اور مسلمان دونون طبقہ کے لوگ اس کے معتقد



ہو گئے تھے، اور اس کے جائے قیام پر میلا سا لگا رہتا تھا حاکم بیگ حاکم متھرا نے اسکی ذات کو حکومت اور مذہب دونون کے لیے خطرناک سمجھکر اسکی جماعت کو منتشر کرنا چاہا اور بعض بردا فرزی کے جرم مین اس کو چند کوڑے لگوائے، جہانگیر کو اطلاع ہوئی تو اس نے حاکم بیگ کو موقوف کر دیا اور اسکی جاگیر اور اس کا منصب ضبط کر لیا[1]،

عالمگیر کے عہد مین ہندؤن کی اس وسعتِ خیال مین اور ترقی ہوئی یہان تک کہ ٹھٹھہ، ملتان، اور بنارس کے ہندؤن نے اپنے مدارس مین مسلمانون کو عام اجازت دیدی تھی، صاحبِ معاصر عالمگیری لکھتا ہے

"درعرضِ خداوند دین پرور (اورنگ زیب) رسید کہ در صوبہ ٹھٹھہ و ملتان خصوص بنارس برہمنان بطالت نشان در مدارس مقرر بتدریسِ کتب باطلہ اشتغال دارند، وراغبان وطالبان از ہنود ومسلمان ساختہائے بعیدہ طے نمودہ جہت تحصیل علوم شوم نزد ان جماعہ گمراہ می آیند[2]"

ٹھٹھہ، ملتان، اور بنارس تین ہی مقامات مین ہندو اس قدر بے تعصب نہین ہوئے تھے، بلکہ یہ بے تعصبی سب سے زیادہ کشمیر کے پنڈتون مین پیدا ہوئی تھی،

ہندو لٹریچر کے ساتھ دلچسپی محض مسلمانون کے غیر مذہبی گروہ مین نہ تھی بلکہ صوفیائے اسلام کے ایک بڑے طبقہ نے بھی ہندؤن کی تعلیمات کا مطالعہ کرنا شروع کر دیا،

شاہجہان کے عہد مین، ایک بزرگ حضرت ملّا شاہ صاحب تھے دارا شکوہ انھین کا مرید تھا، انھین کے حکم سے دارا شکوہ نے ہندؤن کی ویدانت کا مطالعہ شروع کیا تھا،

اس زمانہ مین اگرچہ ہندؤن کا وہ قدیمی بخل باقی نہین تھا مگر وہ اُپنشدون کی تعلیم کو بہت مخفی رکھتے تھے، خاص کر مسلمانون سے اور بھی مخفی رکھی جاتی تھی، اور ان تعلیمات کو وہ ایسا راز سمجھتے تھے جسے ہمیشہ چھپا رہنا چاہئے،

[1] ماثر الامرا جلد اول ذکر مرزا حاکم بیگ [2] ماثر عالمگیری جلد اول ص ۱۴۱،

داراشکوہ اگرچہ شاہزادہ تھا، جسے ہمیشہ جنگ و جدال اور سیاسی چالون کے جوڑ توڑ مین زندگی بسر کرنی پڑی، لیکن وہ اپنے پیر حضرت ملاشاہ کے حکم کی خلاف ورزی نہین کرسکتا تھا، اس لیے اُپ نشدون کی تعلیم پر عبور حاصل کرنا اس کے لیے ضروری تھا، لیکن ہندو اس تعلیم کو چھپاتے تھے اس لیے اسکی آتش شوق اور مشتعل ہوئی چنانچہ بنارس اور کشمیر کے پنڈتون کی مدد سے آخرکار اس نے اس منزل کو طے کرلیا اور چھ مہینہ کی مسلسل محنت کے بعد بالآخر اس نے اُن کے اس راز سربستہ کو طشت ازبام کرہی دیا، اور پچاس اُپ نشدون کا ترجمہ کرڈالا جس کا نام اس نے سراکبر رکھا،

سراکبر کا ایک قلمی نسخہ دارالمصنفین کے کتب خانہ مین موجود ہے، خط نہایت عمدہ ہے، اور قیاس یہ ہے کہ یہ نسخہ خود داراشکوہ یا اس کے کسی منشی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے، آخری عبارت اس نسخہ کی یہ ہے:

این ترجمہ اُپنکھتہاے ہر چہار بید کہ موسوم بسراکبر است و تمام معرفت نور الانوار از فقیر بے اندوہ محمد داراشکوہ خود بعبارت راست براست در مدت ششماہ آخر دوشنبہ بست و ششم ماہ رمضان سنہ یکہزار و شست و ہفت در شہر دہلی در منزل نگمبودہ تمام رسانید، از این گنج معرفت بہرہ ور از ہستی موہوم خلاص گشتہ بہستی حق رسید رستگار جاوید گردید تمام شد کتاب ترجمہ اُپنکھتہا موافق چہار بید

ہندؤن کے مختلف مذاہب کی بنیاد، وید، برہمن، اور اُپ نشد تین چیزون پر ہے، مختلف شاستر اور پران بعد کی تصنیفات ہین، ویدون کے متعلق آریہ سماجیون کے علاوہ، سناتن دھرم کے پنڈتون کا خیال یہ ہے کہ ایشور نے، انسانی شکل مین سب سے پہلے برہما جی کے اندر ظہور فرمایا، داراشکوہ برہما جی اور حضرت آدم کو ایک ہی شخص کے دو نام سمجھتا ہے، غرض ابتداے خلقت مین برہما جی کے مکھ (منھ) سے چار شبد (لفظ) نکلے یہی چار شبد، چار وید ہین، یورپین محققون کی تحقیق مین یہ چارون وید ایک شخص کی تصنیف نہین معلوم ہوتے بلکہ وہ ایک عہد کی بھی تصنیف نہین ان مین سے سب سے قدیم رگ وید ہے



رگ وید بھی تمام وکمال ایک شخص کے کلام کا مجموعہ نہین بلکہ مختلف العہد اور مختلف الخیال بزرگون کے ملفوظات کا مجموعہ ہے،

**برہمن** کی تعریف داراشکوہ نے "قصہ خوان بید" کے لفظ سے کی ہے، داراشکوہ نے سراکبر مین اکثر اُپ نشدون کے ماتحت چند برہمنون کا ترجمہ بھی کیا ہے، چارون وید نظم مین ہین، برہمن انھین خیالات کی نثری تفسیرین ہین،

**اُپ نشد** اُپ نشد کے معنی ہین ہم صحبت یہ لفظ اُپ (قریب) اور شد (بیٹھنا) سے بنا ہے، اُپ نشدون کی مذہبی عظمت تفسیرون کی سی ہے، ہر وید مین کچھ مکرر مصرعے، یا ٹیپ کے بند ہین، جنکو چھند کہتے ہین، ہر اُپ نشد انھین چھندون مین سے کسی چھند کی فلسفیانہ تفسیر ہے، داراشکوہ اُپ نشدون کے متعلق کہتا ہے کہ اپنکھت "آیت توحید کہ سر پوشیدنی است، خلاصۂ بید" ہے آیت توحید کا لقب انھین چھندون کے لیے زیادہ موزون ہے،

داراشکوہ کے سراکبر کو دیکھ کر، ہم یہ رائے، قائم کرسکتے ہین کہ ویدون کی تعلیم کو پہلے برہمنون کے مصنفین نے، پھر اُپ نشدون کے مصنفین نے بہت بلند بنا دیا، اُپ نشدون اور برہمنون مین، ویدون کی بعض تعلیمات کی ایسی تفسیر ملتی ہے، جسے اصل سے کوئی علاقہ نہین معلوم ہوتا، مثلاً "اشومیدھ یگیہ" کی جو تفسیر آگے بیان ہوگی اس سے صاف معلوم ہوگا، کہ اصل گانے والے اور ان کے طنبورہ کی آوازون مین بہت فرق ہے

داراشکوہ کا دعویٰ ہے کہ اس کا ترجمہ "لفظ بلفظ" اور "راست براست" ہے وہ لکھتا ہے کہ

این حق بین خود مبین! چون نظر بر اصل وحدت ذات بود نہ بزبان عربی و سریانی و عراقی و سنسکرت خواست کہ این اُپنکھتہا را کہ گنج توحید است و دانندگان آن دران قوم ہم کم ماندہ اند بزبان فارسی بے کم و زیادہ، بے غرض نفسانی بعبارت راست براست لفظاً بلفظ[1] ترجمہ نمودہ بفہمد این جماعۃ کہ آنرا از اہل اسلام این قدر پوشیدہ و پنہان میدارند، و دران چہ سر است،

[1] اصل مین یونہی ہے،

دارا شکوہ کو اس کتاب کیساتھ اتنی حسن عقیدت ہے کہ وہ اس کو کتاب قدیم "قرآن مجید کی اصل اور کتاب مکنون" قرار دیتا ہے، اس لیے حتی الوسع اس نے ترجمہ مین کوئی غلطی نہ رہنے دی ہوگی، ہم چاہتے ہین کہ انھین اُپ نشدون اور برہمنون کو پیش نظر رکھ کر جنکا ترجمہ دارا شکوہ نے کیا ہے، ہندوؤن کے قدیم خیالات پر ایک نظر ڈالین،

حقیقتِ روح

سب سے پہلا اُپ نشد، جسے اس مجموعہ مین جگہ دیگئی ہے وہ چھاندوک (غالبًا چانترک) رشی کا اُپ نشد ہے، جو سام وید سے ماخوذ ہے (اس اُپ نشد مین اسم الٰہی "اوم شبد" کو اودگیتھ (وظیفہ) بنانیکا فائدہ، اور طریقہ بتایا گیا ہے، اس کے ماتحت ۱۲ برہمن درج کیے گیے ہین، ان بارہ برہمنون مین سے صرف دوسرے برہمن مین ہستِ مطلق (ست) کا ایک انڈا بن کر اپنے اندر سے دنیا کو پیدا کرنے کا بیان ہے، باقی برہمنون مین حقیقتِ روح اور ہمہ اوست کے مسئلہ کا بیان ہے،

زیادہ تر برہمنون کا خیال یہی ہے، کہ اصل عالم یہی روح ہے جو ہمارے جسم کے اندر کارفرما ہے، دنیا مین جو کچھ نظر آتا ہے سب کی خالق یہی روح ہے، تمام چیزین اسی ایک روح کا جلوہ ہین، یہی روح خدا ہے، ویدون کے برہما، ردر، بشن، پرجاپت، سورج، چاند، آگ، غرض تمام دیوتاؤن کو اسی روح نے وجود بخشا ہے، یہی مضمون مشترک طور پر اکثر اُپ نشدون اور ویدون مین پایا جاتا ہے، سب سے پہلے برہمن کا جو سب سے پہلے اُپ نشد کے ماتحت درج کیا گیا خلاصہ یہ ہے، کہ سُرون (فرشتون) اور اسرون (شیطانون) مین ایک مرتبہ لڑائی ہوئی، سُرون نے چاہا کہ کسی سے اوم شبد کو اودگیتھ (وظیفہ) کے طور پر پڑھوائین یکے بعد دیگرے انھون نے، بویائی، گویائی، بینائی، شنوائی، اور دل سے مدد چاہی، سب نے وظیفہ پڑھنے پر آمادگی ظاہر کی مگر سب کے دل مین ثواب کی خواہش موجود تھی، اس لیے اسُرون نے سب کو نقصان پہنچا دیا بالآخر وہ سب (پران جان) کے پاس گئے جان نے بے غرض ہو کر اوم کا وظیفہ پڑھا اور سب اسُر ہلاک ہو گئے اس افسانہ کے بعد نتیجہ یہ نکالا گیا ہے،



"ہر کہ بپران کہ اصل ہمہ است مشغولی کنند کسیکہ بآن مشغول دشمنی بخواہد بماند نیست و نابود شود"

اس کے بعد برہمن نے اودگیتھ کی حقیقت بتاتی ہے، اور بڑی پُرپیچ تقریر کے بعد نتیجہ یہ نکالا ہے کہ

"این ہمہ عالم برہم ست از برہم میشود و در برہم میباشد و در برہم فرو میرود . . . .

. . . . آتما (کہ) اندرون دل است . . . . . . . .

ہمان آتما از زمین کلانتر است از ہمہ فضا کلان تر است از عالم بہشت (سورگ) ہم کلان تر است

از ہمہ عالمہا کلان تر است . . . . ہمہ را محیط است . . . . . . . .

در اندرون دل ہمان برہم است . . . . . . . . . .

بشن و ردر و آفتاب این سہ فرشتہ (دیوتا) ہمین پران است"

اس اُپ نشد کے ماتحت دوسرے برہمن کا خلاصہ یہ ہے کہ آگ، ہوا، سورج آکاش سب خدا ہین، ساتوین برہمن کا خلاصہ یہ ہے کہ تمام حواس اور تمام اندریون کا مبدء پران ہے، پران کی حقیقت حرارت غریزی ہے، یہی حرارتِ غریزی یا پران عالم خارج مین بھی کارفرما ہے، تمام چیزین اسی سے ہوئین یہی خدا ہے، بارھوان برہمن کہتا ہے کہ انسان کا جسم برہم پری یعنی شہر خدا ہے، جس قدر دیوتا ہین سب اسی کے اندر موجود ہین جس قدر لوک (دنیائین) ہین سب اسی برہم پوری کے اندر موجود ہین فرشتون نے ایک مرتبہ اندر دیوتا سے پوچھا کہ تم کون ہو انھون نے ایک طویل لکچر دیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سب کچھ مین ہون، غرض اکثر برہمنون اور اُپ نشدون کا خلاصہ تتّم ہی (وہ تو ہی ہے) یا اہم برہم یا "پرانو برہم" ہوتا ہے،

ہمہ اوست، یا ہمہ از وست، یا ہمہ در وست کا خیال جو صوفیون کے طبقہ مین عام طور پر مقبول ہے وہ اپنے تمام دلائل کے ساتھ انھین اُپ نشدون اور برہمنون سے ماخوذ معلوم ہوتا ہے۔

مورت براہمن" کی تعلیم، مسلمان صوفیون کے خیال سے بہت مشابہ ہے، اسکی تعلیم یہ ہے کہ بنارس[1] مین ایک راجہ تھا اجات شترو، اس کے پاس دریت پالک نامی ایک جینو دھاری آیا، یہ راجہ عارف کامل تھا، چونکہ عارف کامل کا کوئی دشمن ہو نہین سکتا اس لیے اس کا نام اجات شترو تھا، دریت پالک نے راجہ سے کہا مین تمکو برہم کی حقیقت بتانا چاہتا ہون، راجہ نے کہا اچھا بتاؤ، ہندو بھی یونانی حکمار کی طرح مظاہر قدرت کے اندر الگ الگ ہر شی مین ایک روح یا عقل مدبر مانتے ہین جسکو "پرش" یا "دیوتا" کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے دریت پالک نے ہر ایک مظہر قدرت کا نام لیکر اسکی روح یا پرش کو "برہم" بتا کر اس کے اندر دھیان دینے یا مشغولیت رکھنے کا حکم دیا، مگر عارف کامل اجات شترو نے ہر موقع پر اسکو خاموش کر دیا اور بتایا کہ یہ چیزین برہم نہین ہین آخر مین دریت پالک نے کہا کہ "پران برہم ہے" راجہ اجات شترو نے اس خیال کی بھی تردید کر دی اب دریت پالک نے جیو آتما کو برہم قرار دیا، عارف کامل راجہ نے اسکا بھی رد کر دیا، اور ایک طویل اپدیش دے کر یہ بتایا کہ،

"برہم را در یک مظہر منحصر نباید دانست بلکہ آن پرم آتما (را) محیط ہمہ و عین ہمہ، و برتر از ہمہ و منزہ از ہمہ باید دانست"

کیونکہ انسان کے اندر جس قدر حواس ہین سب کے سب پران کے جلوے ہین، پران جیو آتما سے (جسکی حقیقت محض علم ہے) قائم ہے، تمام اندریون (حواس) کا وجود محض جیو آتما کے وجود سے ہے، سواپن (خواب) یعنی اپنے آپ کو پا لینے کی صورت مین یہ تمام شکتیان اور طاقتین جیو آتما کے اندر محو ہو جاتی ہین. دنیا کی ہر چیز کے اندر ایک خاص روح ہے جو اسکی مدبر ہے، پرم آتما، ان تمام پرشون (روحون) کا پرش ہے اور جس طرح بدن انسانی کے اندر حواس کے ذریعہ سے جیو آتما مدبر ہے، اسی طرح وہ پرم آتما اشیائے عالم کی روحون کے ذریعہ سے تمام عالم کا مدبر ہے، تمام روحین اسی پرماتما کے اندر سواپن (ادراک خودی) کی حالت مین محو ہو جاتی ہے،

(باقی)

[1] سر اکبر مین راجہ اجات شترو کو بنارس کا راجہ لکھا گیا ہے مگر انگریز مورخین اس راجہ کو مگدھ دیش کا راجہ اور بودھ مت کا پابند بتاتے ہین،



# عبد الرحیم خانخانان

## (۲)

## خانخاناں کے کتب خانہ کی قلمی کتابیں،

از

مولوی حافظ نذیر احمد صاحب محقق آثار قدیمہ عجائب خانہ کلکتہ

اب مین آپکو چند عدیم النظیر و بے مثیل، بیش بہا، کتابون کی طرف متوجہ کرون گا، جنکی نظیر آج دنیا مین نہین، اسی سے آپ کو خانخان کی علمی قابلیت، فضیلت، نکتہ دانی اور قدر شناسی کا پتہ چلے گا، مبارک ہین وہ کتب خانے جن مین آج خانخانان کے کتب خانہ کا کوئی بیش بہا نسخہ موجود ہے، ان پاکیزہ، اور ستھرے نسخون سے فقیر نے اپنی سیاحت کے زمانہ مین آنکھون کو ٹھنڈک بخشا ہے اور انگریزی نوٹ لکھکر ان کی اشاعت کی ہے، ۱۹۱۰، ۱۹۱۱ء کے ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کے رسالون مین ان کتابون کے مختصر حالات معلوم فرما سکتے ہین،

سب سے پہلے رامپور اسٹیٹ کے کتب خانہ مین ایک تصوف کی کتاب نظرانگی جو ایک بڑے جلیل القدر ہرات کے صوفی کی تصنیف ہے اور اس کا کاتب بھی ایک ممتاز و معروف خطاط اور "قبلۃ الکتاب" کا خطاب یافتہ ہے، علاوہ برین سلطنت مغلیہ کے دو مشہور سلاطین، جو ہر شناس، کے کتبخانون کو بھی وہ کتاب زینت دے چکی ہے، اور ان دونون بادشاہون نے قدر کی نگاہون سے دیکھا ہے، اس کے پہلے ورق پر تحریرین ثبت کی ہین، اور اپنے مبارک دستخطون سے جنکو دیکھنے کے لیے آج ہماری آنکھین ترستی ہین مزین کیا ہے،

میں آپ اس کتاب کو خانخانان کے کتب خانہ مین داخل ہوتے ہوئے پائین گے،

دوسری چیز اسی کتب خانہ کی ایک دوسری تصوّف کی کتاب مصنفہ سلطان حسین بن سلطان منصور بالقیرا، نظر آئیگی یہ کتاب کسی ایرانی جید خطاط کی لکھی ہوئی ہے، اور اس مین ۵۲ خوبصورت، دلکش چھوٹی چھوٹی تصویرین ایرانی سانچے مین ڈھلی ہوئی ہین، معلوم ہوتا ہے کہ سلطان حسین نے اپنے کتب خانہ کے لیے لکھوایا تھا، مقام بھکر مین خانخانان کے پاس یہ کتاب پہنچی ہے اور ۹۹۹ھ / ۱۵۹۰ء مین اپنے کتب خانہ مین خان خانان اسے داخل کرتا ہے، پھر آپ کو دوسری تحریر جو اسی کتاب مین ہے پڑھ کر زمانہ کے انقلاب پر تعجب ہوگا، کہ ۱۲۶۳ھ / ۱۸۴۶ء مین وہی کتاب سعادتمند خان محمد بنگش کا پوتا والی فرخ آباد کے کتب خانہ کو زینت بخشتی ہے،

تیسری شے حیدرآباد کے کتب خانہ مین ایک کتاب تعبیر رؤیا مین نظر آئیگی جس کا مصنف ابوریحان اندلسی ہے، یہ بھی کسی ایرانی کاتب کی لکھی ہے، اکبر بادشاہ نے اپنے ۲۷ سنہ جلوس مین اس کے باپ بیرم خان کو جو اس کا اتالیق تھا عطیہ دیا تھا، اس کتاب کو انہون نے اپنے کتب خانہ مین بھی داخل کیا تھا، ایک تحریر خانخانان کی آپ کو اس کتاب مین بھی نظر آئیگی،

چوتھے نمبر مین بانکی پور کے کتب خانہ مین ایک نادر الوجود نسخہ رسالہ سعدی شیرازی کا نظر آئے گا، جس کا کاتب باقر بن ملا میر علی ہے، اس کے خط مین بھی نہایت حسن تھا، شاہجہان نے اسے وقعت کی نگاہ سے دیکھا ہے اور ایک نوٹ اس پر اپنے ہاتھ سے لکھا ہے، ۱۱۲۱ھ / ۱۷۱۰ء اس کتاب کو بھی اس کے کتب خانہ مین داخل ہوتے ہوئے آپ دیکھین گے، اس پر دو مہرین ایک خانخانان کی اور دوسری عالمگیر کی نظر آئے گی،

پانچوین نمبر مین بانکی پور کے کتب خانہ مین ایک عدیم النظیر اور بیشبہا نسخہ یوسف وزلیخا مصنفہ ملا جامی ۹۶۴ھ / ۱۵۵۷ء کا لکھا ہوا نظر آئیگا، مشہور خطاط و موجد نستعلیق کی تحریر بھی آپ دیکھین گے، ایکہزار اشرفی



قیمت ہے، خانخانان نے ۱۰۱۹ھ جہانگیر کی خدمت مین پیش کیا،

اس کے بعد ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کے کتب خانہ گورنمنٹ آف انڈیا کے ذخیرہ دم مین ایک بیشبہا قرآن پاک کا نسخہ نظر آئیگا، جسے فقیر نے زمانہ سیاحت مین دہلی سے خرید کر گورنمنٹ آف انڈیا کے لیے بہم کیا تھا، آپ کو قرآن شریف کے آخیر مین خانخانان کے نوٹ ملین گے، جس مین اُس نے قرآن پاک سے فال دیکھنے کا طریقہ بتایا ہے اور شروع مین محمد صالح جو سیوستان کا فوجدار تھا، اسکا ایک نوٹ شکستہ حروف مین آپ دیکھین گے اور غور فرمائین گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ محمد جعفر اللہ وردی خان کے سامنے یہی قرآن پیش کیا جاتا ہے اور پھر سنہ جلوس عالمگیری مین محمد منصور تحویلدار کو شاہی کتب خانہ کے لیے حوالہ کیا جاتا ہے، اور محمد شفیع تحویلدار کتب خانہ شاہجہان ۱۰۶۲ھ مطابق ۱۶۵۲ء اور سید علی الحسینی مرید عالمگیر مہتمم کتب خانہ عالمگیر ۱۰۶۹ھ / ۱۶۵۸ء کے مہرون سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قرآن پاک ان دونون شاہی کتب خانون مین بھی علاوہ محمد جعفر اللہ وردی کے کتب خانہ کے کرسی نشین ہوتا ہوا دہلی پہنچا، اور دہلی سے ۱۹۰۹ء مین فقیر کے ہاتھ لگا اور اس وقت سوسائٹی کے کتبخانہ مین رونق بخش ہے، محمد صالح نے اسکی قیمت بھی لکھی تھی مگر کسی یار شاطر نے اس عدد کو چھیل دیا ہے، صرف...... "روپیہ مقرر شد" باقی ہے،

اب ہمارے سامنے ایک پرانا قاموس کا نسخہ خانخانان کے کتب خانہ کا آتا ہے، خانخانان نے یہ نسخہ حکیم ابوالفتح گیلانی کو دیا تھا، جسکا ہندوستان کے معروف و ممتاز انشا پرداز شمس العلما آزاد مرحوم نے دربار اکبری (صفحہ ۶۶۶) مین ذکر کیا ہے اور اس قاموس سے آنکھین روشن کی ہین،

(۱) رسالہ خواجہ عبد اللہ انصاری)

یہ رسالہ تصوّف، اخلاق وغیرہ مین ہے، مناجات و نصائح ہین، قبالۃ الکتاب سلطان عبد اللہ انصاری ایک مشہور صوفی ہین، باپ کا نام ابومنصور، دادا کا نام ابوایّوب ہے، ۳۹۶ھ مین شعبان کے مہینہ مین

علی المشہدی کا لکھا ہوا ہے، تاریخ کتاب سنہ ۹۲۱ھ ہے، مطلا و مذہب حاشیہ مین بیل اور بوٹے بنے ہوئے مین، سنہ ۱۰۲۳ھ ۲۴ جمادی الاولے کو خانخانان نے جہانگیر کو یہ نسخہ پیش کیا تھا، اسی مضمون پر صفحہ اول پر جہانگیر نے اپنے ہاتھ سے یہ عبارت لکھی ہے:۔ "رسالہ خواجہ عبد اللہ انصاری، خط ملا سلطان علی از پیشکش خانخانان بتاریخ ۲۴ جمادی الاول سنہ ۱۰۲۳ھ، حررہ جہانگیر ابن اکبر بادشاہ غازی،

بقیہ حاشیہ) مین شعبان کے مہینے مین ہرات مین پیدا ہوئے، اور وہین ۹ ربیع الاول سنہ ۹۱۹ھ کو ۸۴ سال کے عمر مین وفات پائی اور ہرات کے مقام گازرگاہ مین مدفون ہوئے،

لہ سلطان علی المشہدی، خط نستعلیق مین یکتائے زمانہ تسلیم کئے گئے ہین، مشہد مقدس مین لوگون کو تعلیم دیا کرتے تھے بہت متورع و مرتاض بھی تھے، مرزا بایقرا کے دربار مین ملازم رہے، ان کا بہت بڑا مربی امیر علی شیر نوائی تھا، شعر بھی کہا کرتے تھے ان کے دو شعر یہ ہین،

مرا عمر شصت و دو شد بیش و کم، ہنوزم جوان است مشکین قلم

توانم نوشتن خفی و جلی ہنوزم کہ العبد سلطان علی

انھون نے ایک رسالہ قواعد فن خط مین قدما کے طرز پر لکھا ہے، کاغذ کے بابت اس رسالہ مین وہ لکھتے ہین کہ کون کاغذ عمدہ اور نفیس ہوا کرتا ہے:۔

حبذا کاغذ سمرقندی، کنُنش رد اگر خردمندی

کاغذ بہتر از خطائی نیست حاجت آنکہ آزمائی نیست

اسی ضمن مین سنہ ۱۹۱۱ء کا ایک افسوس ناک واقعہ قارئین کرام سے عرض کرنا چاہتا ہون جس سے یہ معلوم ہوگا کہ ہمارے علمی خزانے کیونکر تلف ہوتے ہین، بنارس کے ایک شہزادے ہمارے احباب مین تھے، ان کے پاس قطعات ابن یمین کا ایک نسخہ اسی سلطان علی المشہدی کا لکھا ہوا نہایت مطلا، و مذہب اور لاجوردی رنگون سے مُبت و مرصع تھا، اور شاہجہان کے دست خاص کی تحریر بھی اس کے پہلے صفحہ مین تھی، اور عالمگیر کے کتب خانہ کرسی نشین ہوتا ہوا بنارس مین شہزادہ موصوف کے پاس کسی طرح آگیا، افلاس کا مارا شہزادہ اس نسخہ کو لیکر کلکتہ پہنچا اور میری تلاش مین ڈاکٹر عبد اللہ المامون سہروردی کے یہان پہنچا، ڈاکٹر صاحب نے اس کو نہایت سستے دامون مین خرید لیا اور وہ اب تک ان کے پاس ہے،

وفات علی المشہدی | سلطان علی المشہدی کی وفات مین سخت اختلاف ہے صاحب مراۃ عالم سنہ ۹۰۲ھ (۱۴۹۶ء) اور حبیب السیر سنہ ۹۱۹ھ (۱۵۱۲ء) فرماتے ہین مگر دونون غلط معلوم ہوتا ہے، اس لیے کہ یہ رسالہ عبد اللہ انصاری سنہ ۹۲۱ھ کا لکھا ہوا ہے اس لیے سنہ ۹۲۱ھ مین اس کا زندہ رہنا ثابت ہے،

مسٹر ہیل نے اپنے اورنٹیل بایگرافیکل ڈکشنری مین اسکی شاگردی کے سلسلہ کو یون بیان کیا ہے کہ سلطان علی المشہدی مولانا اظہر کے شاگرد ہین اور اظہر، جعفر کے، اور جعفر میر علی کے جو موجد نستعلیق ہے، مگر مولوی غلام محمد دہلوی اپنے تذکرہ خوشنویسان مین فرماتے ہین:۔ "سر آمد ہمہ مولانا سلطان علی المشہدی است کہ خط را درین طرز بدیع بپایہ والا نہاد، اگرچہ از مولانا اظہر تعلیم نگرفتہ اما از خطوط وے بسا استفادہ نمود و فیض وافر برداشت" خواہ وہ اظہر کے شاگرد ہون یا نہون مگر ان سے مستفید ہوئے تھے، واللہ اعلم بالصواب۔



اس کے بعد شاہجہان کے کتب خانہ مین یہ رسالہ سنہ ۱۰۳۷ھ ۸ جمادی الثانیہ جلوس مبارک کے دن داخل کیا جاتا ہے، شاہجہان نے اس مضمون کو اپنے ہاتھ سے یون لکھا ہے:۔ "بسم اللہ الرحمن الرحیم، بتاریخ بست و پنجم ماہ بہمن الٰہی موافق ہشتم شہر جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۳۷ھ کہ روز جلوس مبارک است داخل کتاب خانہ این نیازمند درگاہ شد حررہ شہاب الدین محمد شاہجہان ابن جہانگیر شاہ ابن اکبر بادشاہ"

سنہ ۹۹۸ھ (۱۵۸۹ء) مین رسالہ خانخانان کے کتب خانہ مین تھا اور خانخانان نے جو تحریر لکھ کر داخل کیا تھا وہ حسرت آمیز اور عبرت خیز ہے:۔ "در تاریخ سنہ ۳۵ الٰہی موافق سنہ ۹۹۸ھ این کتاب داخل عاریتہائے کہ دو روزی زمانہ باین بیچارہ سپردہ، و دست نیکان و خاک پائے ایشان عبد الرحیم بن محمد بیرم عفی عنہما"

اس رسالہ مین تین مہرین ایک خانخانان، دوسری جہانگیر، اور تیسری شاہجہان کی ہین، اسکی جلد بھی نہایت خوبصورت ہے اور اب نواب رامپور کے کتب خانہ مین موجود ہے،

## ۲۔ مجالس العُشّاق،

یہ بھی تصوّف مین ہے اور چند مشہور عُشّاق کا بیان ہے، سلطان حسین جو امیر تیمور کا پرپوتا تھا اسکی تصنیف ہے، یہ بہت بڑا شجاع بہادر، اور جری تھا، ابو الغازی اس کا خطاب تھا، علوم و فنون کا شایق تھا، ایک ترکی دیوان بھی اسکی یادگار ہے، تخلص حسینی ہے، ایک نادر الوجود کتب خانہ کا بھی وہ مالک تھا، خواند میر مشہور مؤرخ اسی کے دربار مین تھا، امیر شیر علی نوائی سا فاضل علم دوست اسکا وزیر تھا، خراسان مین اس نے ۳۸ برس ۴ ماہ سلطنت کی طبقات اکبری مین اس کا سال وفات سنہ ۹۱۱ھ درج ہے،

اس کتاب مین ۷۶ تصویرین ایرانی قلم کی ہین، نہایت بیش قیمت کتاب ہے سنہ ۹۹۹ھ مین خانخانان کے کتب خانہ مین داخل ہوئی تھی، جو خانخانان کی تحریر سے ظاہر ہے:۔ "اللہ اکبر در تاریخ روز جمعہ غرہ شہر ذی الحجہ الحرام سنہ ۹۹۹ھ داخل کتاب خانہ عالی نواب کامگار گردون اقتدار سپہ سالار خانخانان

بن نواب رضوان جائگاہ محمد بیرم خانخانان شد در مقام بکر (بھکر)[1]

پھر یہ کتاب ۲۴۴ برس بعد والی فرخ آباد بدر الدولہ شجاع الملک محمد سعادتمند خان بہادر اسد جنگ ابن نواب امین الدولہ محمد خردمند خان بہادر ببر جنگ خلف الرشید نواب شمس الدولہ محمد خدابندہ خان بہادر غضنفر جنگ[2] کے کتب خانہ مین پہنچی، جیسا کہ غضنفر جنگ کے پوتے کی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے:۔ "بتاریخ دوازدہم ذی الحجہ سنہ ۱۲۶۳ھ مقدسہ روز جمعہ نسخہ مجلس العشاق بکتب خانۂ نیازمند درگاہ بدر الدولہ شجاع الملک محمد سعادتمند خان بہادر اسد جنگ ابن نواب امین الدولہ محمد خردمند خان بہادر ببر جنگ خلف الرشید نواب شمس الدولہ محمد خدابندہ خان بہادر غضنفر جنگ والی ملک فرخ آباد داخل گردید" یہ رسالہ نواب رامپور کے کتب خانہ مین موجود ہے،

## ۳۔ رسالہ تعبیر الرؤیا،

تعبیر رؤیا مین ابوریحان اندلسی کی ایک دلچسپ کتاب ہے، اس مین عبد الرحیم خانخانان نے فال دیکھنے کی ترکیب قرآن پاک سے بتائی ہے، اور یہ کتاب بھی اس کتب خانہ مین اس کے باپ بیرم خان کے کتب خانہ سے آئی تھی، اور اکبر نے یہ کتاب بیرم خان کو سنہ ۴ جلوس دیا تھا جو اس کے نوٹ سے معلوم ہوتا ہے:۔ "اللہ اکبر جل جلالہ این کتاب مستطاب از کتب خانۂ والدی مغفور خانخانان

[1] بھکر محب علی نے تین سال کے محاصرہ کے بعد سنہ ۹۸۱ھ مین اکبر بادشاہ کے لیے فتح کیا یہان کے ٹکسال سے صرف تانبے کے سکے جاری ہوا کرتے تھے، مگر اس ٹکسال کے دام بہت نایاب ہین، کلکتہ عجائب خانہ مین سنہ ۱۹۲۲ء مین ایک دام ایک شخص نے تحفہ دیا ہے، شاہجہان کے آٹھ چاندی کے سکے اور اورنگ زیب کے تین، کلکتہ عجائب خانہ مین موجود ہین،

[2] غضنفر جنگ محمد خان بنگش کا نام ہے، سنہ ۱۱۴۳ھ مین محمد شاہ کے زمانے مین مالوہ کا صوبہ دار مقرر ہوا تھا، مرہٹون سے انتظام نہ کرنے کے باعث وہ سنہ ۱۱۴۴ھ مین الہ آباد کی صوبہ داری پر مقرر کیا گیا، یہ بنگش خاندان کا سردار مانا جاتا تھا، شہر فرخ آباد کی بنیاد اسی نے اپنے مربی فرخ سیر کے نام پر ڈالی، جمادی الاول سنہ ۱۱۵۷ھ مین اس نے وفات پائی،



بیرم خان است از عطایائے سلطان المعظم شاہنشاہ جلال الدین اکبر سنہ ۴ جلوس والا، العبد الاحقر عبد الرحیم" یہ رسالہ حیدر آباد کے کتب خانہ آصفیہ مین موجود ہے،

## (۴) شش رسالہ سعدی،

۶ صفحہ مین تقریر دیباچہ، ۵ صفحہ مین مجلس پنجگانہ، تیسرا رسالہ سوال مین صاحب دیوان کے، چوتھا رسالہ عقل و عشق مین، ۵۔ رسالہ نصیحۃ الملوک، ۶۔ رسالہ حکایت انکیانو،

یہ شش رسالہ شاہجہان کے کتب خانہ مین بھی کرسی نشین تھا، جو اس کی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے:۔ "الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب حررہ شہاب الدین محمد صاحبقران ثانی شاہجہان [illegible]" سنہ ۱۰۱۶ھ مین یہ رسالہ خانخانان کے کتب خانہ مین تھا، اس کا بھی ایک مختصر نوٹ ہے جو اکثر جگہ مٹ گیا ہے صرف سنہ اور چند جملے اور اس کا نام پڑھا جاتا ہے، خانخانان اور عالمگیر کی مہرین ہین، جہانتک ممکن ہوا پڑھا:۔ "اللہ اکبر در شب یکشنبہ سنہ ۱۰۱۶ھ ..... رسالہ است حررہ عبد الرحیم خانخانان" سنہ ۹۸۲ھ مین اودے پور مین پیش ہوا تھا، مگر کسی شریر جاہل نے باقر کے نام کو چھیل کر میر علی بنا دیا ہے غالباً اس نے شاہجہان کی تحریر کو پڑھا نہ ہوگا، اور تاریخ سنہ ۹۴۴ھ بنا دیا ہے باریک نستعلیق مین یہ رسالہ باقر نے لکھا ہے، سنہرے رول کے اندر لکھا ہوا ہے، بانکی پور کے کتب خانہ مین موجود ہے،

## (۵) یوسف زلیخا،

یہ بیش قیمت نسخہ یوسف زلیخا کا سنہ ۹۳۰ھ مین ہرات مین میر علی[1] نے لکھا تھا جو کتاب کے آخر کی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے:۔ "تمت الکتاب بعون الملک المستعان علی ید العبد الضعیف میر علی فی اواخر رمضان سنہ

[1] میر علی سادات ہرات مین سے ہین ان کے باپ کا نام محمود اور تخلص رفیقی تھا، ہرات مین پیدا ہوئے تھے مگر نشو و نما مشہد مین پائی اور اپنی زندگی کا بہت بڑا حصہ بخارا مین بسر کیا، عربی فارسی اور شعر کہنے مین بھی دخل تھا، مجنون تخلص تھا، ان کے مندرجہ ذیل اشعار سے ظاہر ہوتا ہے، کہ بخارا مین انھون نے بہت تکلیف اٹھائی اور سلطنت نے ان کی قدر نہ کی فرماتے ہین:۔

عمرے از مشق دوتا بود قدم ہمچون چنگ — تا کہ خطم بیچارہ بدین قانون شد

طالب من ہمہ شاہان جہان اند و مرا — در بخارا جگر از بہر معیشت خون شد

(بقیہ صفحہ دیگر)

ثلاثین و تسعمائۃ بمدینۃ الہراۃ" خانخانان اسے ۲، محرم روز دوشنبہ سنہ ۱۰۱۹ھ میں جہانگیر کی خدمت میں دارالخلافت اکبر آباد (آگرہ) میں پیش کرنے کے لیے ارسال کرتا ہے، اُس یوسف و زلیخا کی قیمت ہزار مہر تھی، جس کو جہانگیر بادشاہ نے اپنے نوٹ میں ظاہر کیا ہے، جہانگیر نے یہ مضمون لکھا ہے :- "در روز دوشنبہ دوم محرم سنہ ہزار و نوزدہ دارالخلافت اکبر آباد بسایۂ چتر آسمان پایۂ آرایش پذیرفت . . . . و درین روز یوسف زلیخائی . بخطِ ملا میر علی مصور و مذہب کہ ہزار مہر قیمت داشت، و سپہ سالار خانخانان بطریق پیشکش ارسال داشتہ بود معروض گردید"

یہ نسخہ نہایت مطلا و مذہب ہے، سنہرے اور منقش رولوں کے اندر باریک نستعلیق میں امیر علی نے لکھا ہے، اور نہایت ہی پاکیزہ ہے، بانکی پور کے کتب خانہ میں موجود ہے،

۶- قرآن شریف،

سوخت از غصہ درونم چہ کنم چون سازم | کہ مرا نیست ازین شہر رہے بیرون شد
خوشنویسان جہان ساغر عشرت نوشند | ساغر عیش مرا بین کہ سراسر خون شد
این بلا بر سرم از حسن خط آمد امروز | وہ کہ خط سلسلۂ پائے من مجنون شد

عبداللہ اوزبک خان جو ۹۹۰ھ ۱۵۸۲ء میں سمرقند و بخارا کے تخت سلطنت پر بیٹھا تھا اور ۱۰۰۶ھ ۱۵۹۷ء میں ۱۵ سال تخت نشینی کر کے ۶۶ سال کے عمر میں انتقال کیا تھا جس کی تاریخ وفات "قیامت قائم شد" سے نکلتی ہے اسی عبداللہ اوزبک کے ہمراہ ایک مدت تک رہا، اس نے اپنے لڑکے عبدالمومن خان کا استاد مقرر کیا تھا، مگر بخارا کی آب و ہوا اس نہ آئی، جہانگیر بادشاہ کا ایک مرقع اسی امیر علی مجنون نے درست کیا تھا اور ایک کتبہ بھی تھا عجب نادرۂ روزگار تھا، اس نے مدرسۂ بخارا کی تاریخ کہی ہے :-

میر عرب قطب زمان غوث دہر | ساخت چنین مدرسۂ بوالعجب
بوالعجب این ست کہ تاریخ او | مدرسۂ عالی میر عرب

خطوط سبعہ پر یعنی نستعلیق، نسخ، ثلث، ریحان، محقق، رقاع، بہاری پر ایک قاعدہ لکھا ہے اور اپنی خود ستائی کی ہے :-

شاعر نادرہ سخن و ساحرم، | در فن خط نیز بسے ماہرم
فیض مسیحا ز دمم می چکد، | آب حیات از قلمم مے چکد

اس کی دو کتابیں ایک تو رسم الخط کے نام سے اور دوسری کتاب خط سواد کے نام سے تصنیف ہے، کتب خانہ برٹش میوزیم لندن میں یہ دونوں کتابیں موجود ہیں، مفصل حالات کے لیے حبیب السیر دیکھیے اس کے سال وفات میں اکثر مورخین نے اختلاف کیا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ تقریباً سنہ ۹۵۰ ہجری میں انتقال ہوا،-



۶- قرآن شریف،

یہ نادر الوجود نسخہ قرآنِ پاک کا ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کے کتب خانہ میں سنہ ۱۹۰۹ء میں داخل ہوا ہے، دہلی کی سیاحت میں مجھے حاصل ہوا تھا اس کا طول تقریباً ۱۱ انچ اور عرض ۸ انچ ہے بین السطور بارہ ہیں، شنگرف سے نشانات رکوع، ربع، نصف و ثلث بنے ہوئے ہیں، اور آیات کے نشانات لاجوردی نیلگون اور سنہرے ہیں، شروع کے دو عنوان نہایت مرصع و مزین ہیں، تمام سورتوں کے عنوان زرافشان ہیں، مضمون نویسی کے وقت فقیر نے اس قرآن کو جو دیکھا تو نہایت صدمۂ جانکاہ ہوا، اگر ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کے اہل حل و عقد اس کے مرمت کی طرف اپنی توجہ عالی مبذول نہ فرمائیں گے تو یہ نادر الوجود نسخہ دنیا سے چند روز ہی کے اندر معدوم ہو جائیگا اس کے اکثر اوراق بیری کے پتے کی طرح خشک ہو گیے ہیں اور ہاتھ لگاتے ہی چور ہو جانے کا خوف ہوتا ہے، اوراق کے رنگ خراب ہو گیے ہیں،

کاتب کا نام نہیں ہے مگر کسی استاد نسّاخ کا لکھا ہوا ہے، نہایت پختہ نسخ ہے، اور باریک نسخ میں عربی الفاظ میں تفسیر بھی ہے، قرآن شریف کے اوّل ورق میں شکستہ حروف میں مندرجہ ذیل عبارت محمد صالح[1] کی ہے :- "مصحفِ مجید بخط نسخ ترجمہ در بین السطور بخط خفی نوشتہ چہار لوح و جدول و طلا رنگ آمیز اکثر اوراق آب رسیدہ داغدار بر حواشی اوراق، خط خانخانان عبدالرحیم، ابری جلد، اطلس زردوزی استر . . . . بابت پیشکش محمد جعفر[2] مخاطب بالہ وردیخان بتاریخ ۱۲ رجمادی الاولیٰ

[1] محمد صالح، یہ مرزا عیسیٰ ترخان کا [illegible] لڑکا ہے، ماثر الامراء اسکی تاریخ وفات نہیں ملی، معلوم ہوتا ہے کہ کچھ دنوں شاہی کتب خانوں کے چارج میں بھی تھا، ایک اور محمد صالح خوشنویس ہے وہ شاہجہان کے کتب خانہ کا داروغہ تھا مگر ۲۲ھ جلوس شاہجہانی میں وہ مرتا ہے، اس لیے تاریخ اللہ وردی کی اس سے مطابقت نہیں ہوتی ہے، لہٰذا یہی محمد صالح ہوگا، جس نے دونوں سلاطین مغلیہ اور اللہ وردی خان کا زمانہ پایا ہے، [2] محمد جعفر خان الملقب بالہ وردی، یہ معروف و مشہور اللہ وردی خان کا خلف اکبر ہے، اس کا نام محمد جعفر ہے، فطرت نے اسکی گھٹی میں ظرافت، اور بیبا کی کوٹ کوٹ کر بھر دی تھی، شجاعت و ہمت نے بھی اسے دودھ پلایا تھا اور دلاوری کے نمک سے

سنہ جلوس مبارک از وجوہ مفتاح تحویل محمد منصور شد - (العبد محمد صالح)

اور آخر میں خانخانان نے ترچھا کرکے نوٹ لکھا ہے جس میں فال دیکھنے کا طریقہ قرآن سے بتایا ہے

"باسم سبحانہ، طریق فال جلالی اینست کہ اول یک نوبت فاتحہ الکتاب بخواند و سہ مرتبہ قل ہو اللہ احد

وآیۃ الکرسی تا خالدون سہ آیت بعد ازان دہ کرہ درود فرستد بعد ازان مصحف مجید را در دست گرفتہ و این آیت کہ

"وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ہو ویعلم ما فی البر والبحر وما تسقط من ورقۃ الا یعلمہا ولا حبۃ فی ظلمات الارض

ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین" را خواندہ مصحف را بکشاید و کلمہ جلیلۃ اللہ را کہ در صفحتین باشد بشمارد ہر چند باشد عدد

اسم مبارک اسم اللہ را بران بیفزاید ہر قدر کہ جمع شود ادرا بشمارد، و بعد از اتمام شمار ہر جا کہ برسد از صفحہ یمنی سطور شمارد

ہر جا کہ شمار تمام شود معنی آیت کہ تمام سطر بانجا باشد شد بالملاحظہ آنرا نمودہ حکم آنرا بمنزلہ وحی بداند، شب پنجشنبہ یازدہم ذی قعدہ

سنہ ہجری، حررہ عبدالرحیم ابن محمد بیرم عفی عنہما، در قصبہ کہرکون من مضافات بیجانگر"۔

(بقیہ حاشیہ) پیدا ہوا تھا اور جود وسخا کا بھی ذائقہ شناس تھا، صاحب علم و فضل بھی تھا، اس کا دیوان بھی ہے، صاحب مآثر الامراء نے ایک شعر لکھا ہے

کم زر فاشقے نتوان بود در طلب ۔۔۔ صد تیشہ می خورد کہ رساند لبے بلب

۵ ہے عالمگیری میں متھرا کی فوجداری سے تبدیل ہو کر گورکھپور کا فوجدار مقرر ہوا معلوم ہوتا ہے کہ ہے عالمگیری میں جبکہ وہ گورکھپور کا فوجدار تھا اس نے قرآن عالمگیر کو پیش کیا ہوگا، اور اس وقت محمد منصور جسکا ذکر آخر میں آتا ہے تحویلدار تھا اس کے سپرد یہ قرآن شریف کیا گیا ہے عالمگیری میں محمد جعفر کا انتقال ہوا، لہ محمد منصور یہ مہابت خان کا پوتا ہے ایران کا رہنے والا ہے، اسکا دادا مہابت خان ہے عالمگیری میں برار کا صوبہ دار مقرر ہوا تھا ۱۰۸۵ء میں مہابت خان کی وفات ہے، محمد منصور کو عالمگیر نے مکرمت خان کا خطاب عطا کیا تھا، اور ہزار پانصدی ہزار سوار کا منصب بھی عطا فرمایا تھا معلوم ہوتا ہے کہ کچھ دنوں تک کتب خانے کا تحویلدار بھی تھا علاوہ خانخانان کے کتب خانہ کے یہ قرآن شریف شاہجہان اور عالمگیر کے کتب خانون میں بھی زینت بخش رہ چکا ہے، شاہجہان کے کتب خانہ کے مہتمم محمد شفیع کی ایک مہر سنہ ۱۰۴۲ھ کی اور عالمگیر کے کتب خانہ کے مہتمم سید علی الحسینی مرید عالمگیر کی ایک مہر سنہ ۱۰۶۹ھ کی ثبت ہے، محمد صالح نے اسکی قیمت بھی لکھی تھی مگر کسی بار شاطر نے روپیہ کے تعداد کو چھیل دیا ہے صرف "اور روپیہ مقرر شد" پڑھا جاتا ہے،

۶ اس نوٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ خان خانان دن کو امور مہمات میں معروف رہا کرتا تھا، رات کو مطالعہ کتب کے لیے مقرر تھی، چنانچہ چوتھے نمبر میں بانکی پور کے کتب خانہ میں جو نسخہ رسالہ سعدی ہے اس میں بھی خان خانان نے شب یکشنبہ ہی لکھا ہے،



## (۷) کلیات سعدی،

**سعدی**، کے کلیات سے کون واقف نہیں اس کے بیشمار قلمی نسخے ملتے ہیں، اور مل سکتے ہیں، مگر ایسا بے بہا نسخہ شاید ہی کسی کتب خانہ میں ہو، کتبخانہ رامپور کی خوش قسمتی ہے کہ اسکی الماریون کو یہ زینت دے رہا ہے،

سنہ ۹۳۶ھ (۱۵۳۰ء) کی کتابت ہے، نہایت ہی پاکیزہ نستعلیق میں لکھا ہوا ہے، کاتب کا نام نہیں، مگر کسی شیرازی قلم کا کمال معلوم ہوتا ہے، خوشخطی، نقاشی، مصوری، مطلا کاری، گلریزی، زر افشانی، کے علاوہ اس کے نوٹون سے بڑے بڑے جلیل القدر امراء اور افسران دربار اکبری کے حالات مترشح ہیں ان لوگون کو نایاب کتابون کی فراہمی "کتب مینی، کا بیحد شوق تھا" یہ بھی ظاہر ہوتا ہے، لٹریری مذاق والے احباب، اور تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے اصحاب جوہر شناسی کی آنکھون سے ملاحظہ فرمائین گے، اور روحانی و دماغی لذتون کا ذائقہ چکھین گے،

یہ کلیات سعدی منعم خان کو جو اکبر کا وزیر اعظم تھا، بہادر خان، برادر خان زمان نے اپنے مرنے کے کچھ پیشتر جونپور میں بھیجا تھا منعم خان نے پانچسو روپیہ لانے والے کو انعام دیا تھا، اسی سے آپ منعم خان کی قدر دانی کو ملاحظہ فرمائین، کہ کیسا قدر دان اور جوہر شناس تھا، پھر سنہ ۹۷۶ھ (۱۵۶۸ء) میں اس کلیات کو پوری طرح ملاحظہ کرتا ہے اور جیسا کہ کتب خانہ کی تحویل میں داخل کرنے کے قبل جائزہ اور کتاب کے واقعات لکھے جاتے ہیں دست خاص سے اس پر یہ لکھتا ہے کہ "سنہ ۹۷۶ھ (۱۵۶۸ء) میں اس کلیات سعدی میں (۳۰۹) اوراق ہیں، عدد ابیات، سطور، متن اور حاشیہ ملا کر (۹۰۰۰) ہیں، حاشیہ (۴۲۸۰) مع دو وسمہ اور دیباچہ مصور اور چار لوح شیرازی ہیں" اس کے بعد وہ دستخط کرتا ہے

پھر اس کے نیچے عبدالرحیم خان خانان کی تحریر ہے، کہ "علی مردان خان نے گجرات میں سلطان مظفر گجراتی کی مفتوحی کے بعد سنہ ۹۹۲ھ (۱۵۸۴ء) میں مجھے یہ نسخہ پیشکش کیا ہے، اس کے بعد وہ اپنے دستخط

ثبت کرتا ہے اور دستخط کے بعد اپنے مطالعہ کتب بینی کے عرق ریز شوق کو بھی جتاتا ہے کہ مین نے شروع سے آخر تک مطالعہ کیا، اور صرف مطالعہ نہین بلکہ اس کتاب سے انتخاب بھی کیا،

ان امرا کی تحریرون کو پیش کرنے کے بعد مین انکے مختصر حالات مآثر الامراء وغیرہ سے پیش کرونگا، تاکہ آپ کو تاریخی واقعات سے اس کلیات سعدی کی قدر معلوم ہو، منعم خان کی تحریر :

"این کلیات حضرت شیخ سعدی قدس سرہٗ را آن عزیز بہادر خان[1] در بلدہ پرسرور جونپور بدین فقیر فرستادہ بود، پانصد روپیہ انعام شد، در تاریخ نہ صد وہفتاد وشش، عدد اوراق این کتاب سی صد ونود وچہار است، عدد ابیات وسطورش از متن وحاشیہ نوزدہ ہزار وہفتصد، حاشیہ چہار ہزار وہفتصد وبست وہشت ست، مشتمل بر دو دسمہ، ودیباچہ مصور وچہار لوح شیرازی"۔

العبد منعم بن بیرم، غفراللہ ذنوبہما وستر عیوبہما۔

۲۔ عبدالرحیم خانخانان کی تحریر :-

"اللہ اکبر، در گجرات بعد از فتح سلطان مظفر گجراتی علی مردان خان بہادر گزرانید، تاریخ نہ صد ونود ودو ہجری، حررہ عبدالرحیم ابن محمد بیرم، از اول تا آخر مطالعہ بلکہ انتخاب ہم نمودم"

[1] بہادر خان، باپ کا نام حیدر سلطان، قوم کا ازبک، اور شیبانی خان کے خاندان سے تھا، اگر محمد شیبانی خان کے اولاد مین تھا اور اس کا باپ خاص ازبک تھا، لیکن مان ایرانی تھی، اور اس نے ایران مین پرورش پائی تھی، بنابر شیعہ مذہب تھا، اس کا بھائی علیقلی خان تھا، جو خان زمان کے نام سے مشہور تھا، سیستان سے یہ لوگ آئے تھے، بہادر خان بڑا جری، اور شجاع تھا، سینہ مین شیر کا دل اور ہاتھی کا کلیجہ لیکر دنیا مین آیا تھا، اکبر کے دربار مین ایسی جانبازیان کمین کہ اگر اپنے اوپر نمک حرامی کا داغ نہ لگاتا، اور اکبر کے حکم کا مطیع ہوتا تو دلاوری مین رستم واسفندیار کی جگہ پاتا، حاصل کلام یہ دونون بھائی خان زمان اور بہادر خان، اکبر کا مقابلہ نہ کرسکے، فتح مبارک اکبر تاریخ ہوئی اور ۹۷۵ھ ۱۵۶۷ء مین یہ دونون قتل ہوئے قتل کی تاریخ کا قطعہ یہ ہے :-

قتل علی قلی و بہادر ز جور چرخ | جانان مپرس از من بیدل کہ چون شدہ



(بقیہ حاشیہ) جستم ز پیر عقل چو سال وفات شان | آہے ز دل کشید و بگفتا دو خون شدہ" ۹۷۵

بہادر خان کا بھائی خانزمان، علما، شعرا، اور اہل کمال کا بڑا قدردان تھا، اس کا تخلص سلطان تھا، شہر زمانیہ اسی کا بسایا ہوا ہے، غازیپور سے ۷ کوس ہے، آج کل مغلسرائے کے بعد ریلوے کا ایک اسٹیشن ہے،

[2] منعم خان۔ اس کا اصلی نام منعم بیگ، باپ کا نام بیرم بیگ، بھائی کا نام فیضل بیگ ہے، قوم کا ترک، ہمایون کی خدمت سے خان خانی کا خطاب پایا، جب اکبر تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا تو اسکی عمر ۸ سال سے زیادہ کی تھی ۹۶۱ھ ۱۵۵۴ء مین ہمایون نے اسے کابل مین اکبر کا اتالیق مقرر کیا تھا، اسی نے اپنی حکمت عملی، اور سلامت روی کے زور سے کابل کو بربادی سے بچایا، ۹۶۷ھ ۱۵۵۹ء مین منصب وکالت اور خطاب خان خانی سے سرفراز ہوا،

۹۷۵ھ ۱۵۶۷ء مین جب اس کے بڑھاپے کے اقبال کا ستارہ چمکنے لگا اور بہادر خان اور خان زمان کے خون سے زمین رنگین ہوئی، اور مشرقی فساد کا شعلہ گل ہوا، تو اکبر نے انھین کل علاقے یعنی جونپور، بنارس، غازی پور، دریائے چوسہ کے کنارے تک اس کے حوالہ کیا یعنی گورنر بنا، نیز خلعت شاہانہ اور اسپ خاصہ عنایت ہوا،

اخیر مین یعنی ۹۸۲ھ ۱۵۷۴ء مین داؤد شاہ حاکم بہار کو ہزیمت دی، "از فتح بلاد پٹنہ" تاریخ ہے، اور دوسرا مصرعہ کیا خوب ہے، ؎ "ملک سلیمان ز داؤد رفت"، بنگال کا گورنر ہوا، اور گور جس کو لکھنوتی کہتے ہین اس کو دارالسلطنت بنایا، وہان کی آب وہوا اس نہ آئی تو ٹانڈہ مین دارالسلطنت منتقل کیا، وہان کی آب وہوا نے بھی موافقت نہ کی بیمار ہوگیا، اور دس دن بیمار رہکر لازوال ابدی دارالسلطنت کی سیر کی، اسی سال سے زیادہ عمر پائی تھی،

اضلاع مشرقی مین اس نے اپنی عالی ہمتی کی یادگارین بہت چھوڑی ہین، ۹۷۵ھ ۱۵۶۷ء مین دریائے گومتی پر ایک عالیشان مستحکم پل بنایا ہے جس کو تین سو سال گذر چکے لیکن اب تک ذرہ برابر اس مین جنبش نہ آئی، پل کے پورب طرف حمام کے پاس یہ اشعار کندہ ہین :-

خان خانان خان منعم اقتدار | بستہ این پل را بتوفیق کریم
نام او منعم ازان آمد کہ ہست | بر خلایق ہم کریم وہم رحیم
از صراط المستقیمش ظاہر است | شاہراہے سوئے جنات النعیم
رہ بتاریخش بری گر افگنی | لفظ بد را از صراط مستقیم ۹۷۵

یہ نامور سپہ سالار، منعم خان، عزت وآبرو کو بہت عزیز رکھتا تھا، مزاج مین اعتدال تھا، حلم وکرم اس کے مصاحب تھے، بہادر خان جس نے اپنی موت کے قبل کلیات سعدی کا نسخہ اوس کو بھیجا تھا، اس کو اور اس کے بھائی خان زمان کو بہت عزیز رکھتا تھا، چنانچہ خود اسکی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ "آن عزیز بہادر خان" کرکے اس کو لکھا ہے، بہادر خان کو اس نے کئی مرتبہ اکبر کے عتاب سے بچایا اور خطا معاف کرائی تھی، منعم خان کے لیے یہ بڑی فخر کی بات ہو کہ اپنی

محنت اور معتدل مزاجی، اور تدبر سے اس نے خود اپنی ذات سے ترقی کی کیونکہ اس کا سلسلہ کسی خاندان امارت سے نہیں،

منعم خان کی دوسری تحریر، دیوان مرزا کامران، المتوفی سنہ ۹۶۴ھ/۱۵۵۶ برادر بادشاہ ہمایون پر موجود ہے، کامران کا دیوان بانکی پور کے کتب خانہ مین ہے، یہ نایاب نسخہ ایک در بے بہا ہے، کامران کی زندگی مین مشہور خطاط محمود بن اسحاق شہابی ہروی، شاگرد میر علی ہروی نے عجلت مین لکھا ہے:-

"تمت دیوان حضرت الاعلی حفظہ اللہ تعالی عن الآفات والبلایا، علی ید العبد الضعیف محمود بن اسحاق الشہابی الہروی علی طریق الاستعجال حفظہ اللہ تعالی عن الآفات والبلایا"

صفحہ اول مین جہانگیر، شاہجہان اور نور النساء یعنی نورجہان، اور دیگر امرائے اکبری کی تحریرین ہین، "دیوان

دیوان مرزا کامران کہ عم پدر بزرگوار من ست، بخط محمود اسحق شہابی، حررہ نور الدین محمد جہانگیر شاہ (بن) اکبر سنہ ۲ جلوس موافق سنہ ۱۰۱۵ ہجری"

۲- ہو الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب، حررہ شاہجہان بن جہانگیر شاہ بن اکبر شاہ،

۳- قیمت اموال نواب نور نساء بیگم، مع مہر،

موخر الذکر تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ نورجہان بیگم نے تین مہر مین اپنے کتب خانہ کے لیے اس دیوان مرزا کامران کو خریدا تھا،

منعم خان خانان کی تحریر نورجہان بیگم کے کچھ اوپر ہے:- "اللہ اکبر دیوان مرزا کامران بخط خواجہ محمود اسحق شہابی از بابت منعم خان خانان، ۱۴ فرد... ت مہر"

منعم خان خانان کے بعد جو ہندسہ ہے اور اس کے بعد کے حروف مٹ گئے ہین، صرف قیمت کی "ت" ظاہر ہے، اس سے قیاساً یہی معلوم ہوتا ہے کہ منعم خان خانان نے بھی اپنے کتب خانہ کے لیے چند مہر مین خریدا تھا جو مٹ گئے ہین،

پوری تفصیل کے لیے خان بہادر مولوی عبد المقتدر کی فہرست جلد دوم، نمبر ۲۳۱، صفحہ ۱۲۵ ملاحظہ ہو،

[۱] سلطان مظفر گجراتی، یہ محمود شاہ سیوم کا لڑکا ہے، سنہ ۹۶۸ھ/۱۵۶۱ مین وزیر اعظم اعتماد خان گجراتی نے اسی سلطان مظفر سیوم کو گجرات کے تخت پر بٹھایا تھا، سنہ ۹۸۰ھ/۱۵۷۲ مین اعتماد خان نے اکبر کو بلایا کہ گجرات کو اپنے علاقون مین ضم کرے، اکبر نے عبد الرحیم خان خانان کو گجرات پر قبضہ کرنے کے لیے بھیجا، اس وقت خان خانان کی عمر کم وبیش بیس سال کی ہوگی، سنہ ۲۸ جلوس اکبری مطابق سنہ ۹۹۱ھ/۱۵۸۳ مین سلطان مظفر سیوم پر خان خانان نے فتح پائی اور اسی سال شہزادہ سلطان سلیم (جہانگیر) کے اتالیق بھی مقرر ہوئے تھے،

یہ سنہ ۹۹۱ھ/۱۵۸۳ کا واقعہ ہے، اور کلیات سعدی سنہ ۹۹۲ھ/۱۵۸۴ مین اسکو علی مراد خان سے ملی تھی،

سلطان مظفر گجراتی سیوم،

ابو الفضل اسے مظفر نہین لکھتا اکثر نتھو ہی لکھتا ہے، جب سلطان محمود گجراتی سیوم لاولد مرا تو اعتماد خان وزیر اعظم نے اپنے آقا کے نام ونشان کو قائم رکھنے کے لیے اسی سلطان مظفر گجراتی سیوم کو لڑکا قرار دے کر صاحب



## ۸- قاموس،

آٹھوین نمبر کی کتاب قاموس ہے جو لغت مین ہے اس کا ایک قدیم نسخہ خانخانان کے کتب خانہ مین تھا، اس سے عالم انشا پردازی کے جگت گرو شمس العلما آزاد مرحوم نے اپنی آنکھین روشن کی تھین، فقیر اس کی زیارت سے محروم رہا گو مین لاہور بھی گیا، اور اس قاموس کا خیال تھا مگر مجھے اس کا دیدار نصیب نہ ہوا، آزاد مرحوم نے کسی مقام یا کتب خانہ کا نام تحریر نہین فرمایا ناچار اس مقام پر بعینہ ان کے الفاظ کو نقل کر دیتا ہون،-

"ایک پرانا نسخہ قاموس کا دیکھا کہ جہانگیر اور شاہجہان وغیرہ بادشاہون کے کتب خانون

تخت وتاج بنایا، مگر اعتماد خان ہی اصل مالک تھا، یہ تو اس کے ہاتھ مین کٹ پتلی تھا، جدھر چاہتا ادھر گھماتا، رفتہ رفتہ امرائے گجرات مین بگاڑ ہونے لگا، اور سلطنت بگڑنی شروع ہوئی، تب اعتماد خان نے اکبر کو خفیہ عرضیان لکھنا شروع کین، اکبر کو گجرات پر قبضہ کرنے کے لیے بلایا، اکبر نے ۱۴ رجب سنہ ۹۸۰ مین گجرات پر قبضہ کیا، اور سنہ ۹۸۲ مین اکبر نے اعتماد خان کو جواہر خانہ کا داروغہ مقرر کیا، سنہ ۹۹۰ مین گجرات کا صوبہ دار مقرر ہوا،

سنہ ۹۹۱ مین خانخانان نے سلطان مظفر گجراتی کو ہزیمت دی،

سلطان مظفر گجراتی کے خاندان کا کچھ پتہ نہین ملتا، اعتماد خان کے زبانی اکبر کو معلوم ہوا کہ حقیقت مین سلطان کا لڑکا نہ تھا،

اعتماد خان کا عظیم الشان کتب خانہ گجرات مین تھا اور اسی لوٹ مین نایاب کتابین اکبر کے خزانہ عامرہ مین جمع ہوئین تھین، اور اکبر چار ایوان کے جلسون مین علما کو کتابین تقسیم کرتا تھا، ملا عبد القادر بدایونی کو بھی اکبر نے اسی لوٹ کی کتابون سے چند کتابین دی تھین، ان مین ایک انوار المشکوۃ بھی تھی جس مین ایک فصل زیادہ تھی،

اسی لوٹ مین عبد الرحیم خان خانان کو علی مردان خان بہادر نے گجرات ہی مین یہ کلیات سعدی پیش کیا تھا،

[۱] علی مردان خان، اکبر کے عہد کے امرا مین سے ہے، اور جہانگیر کا زمانہ بھی دیکھا ہے، سنہ ۳۷ جلوس اکبری مطابق سنہ ۱۰۰۰ھ/۱۵۹۱ تین سو پچاس کا منصب تھا، عبد الرحیم خانخانان کے ہمراہ مہم ٹھٹھ پر مقرر ہوا، سنہ ۳۸ جلوس اکبری مطابق سنہ ۱۰۰۱ھ/۱۵۹۲ بارگاہ سلطنت مین حاضر ہو کر حصول ملازمت سے شرف حاصل کیا، سنہ ۴۰ جلوس مطابق سنہ ۱۰۰۳ھ/۱۵۹۵ مین مہم دکن کی فتح سے اس نے شہرت حاصل کی تھی، سنہ ۷ جہانگیری مطابق سنہ ۱۰۲۱ھ/۱۶۱۲ء مین عبد اللہ فیروز جنگ کے ہمراہ متعین ہوا تھا، سنہ ۱۰۲۱ھ/۱۶۱۲ مین اس کا چراغ ہستی گل ہو گیا،

غالباً یہی علی مردان خان ہے جس نے سنہ ۹۹۲ھ/۱۵۸۴ مین عبد الرحیم خانخانان کو گجرات مین یہ کلیات سعدی گذرانا تھا،

اور جنکی مدد کے لیے ایک محکمہ قائم کیا جائے گا۔ اور ایک مستقل عدالت ہوگی جسکو بین الاقوامی مقدمون کے، جو اسکے پاس رجوع کیے جائین، فیصلہ کرنے کا استحقاق حاصل ہوگا۔ اور جو کسی مقدمہ یا فیصلہ پر، جسکو دیوان یا مجلس نے رجوع کیا ہو، ناصحانہ مشورہ دیگی۔ دیوان کو حق ہوگا کہ مستقل عدالت کے دستور کو مرتب کرے اور وقتاً فوقتاً اس مین تبدیلیان کرتا رہے۔

انجمن کا مستقر جنیوا (Geneva) ہوگا۔

معاہدۂ انجمن مین چند ایسی شرائط ہین جو انسداد جنگ، تیاری اسلحہ پر قیود، اور رقیبہ

---

[1] (ا) سلسلۂ متوگذشتہ) فرانس، یونان، گاٹیمالہ (Gautemala)، ہیٹی (Haiti)، حجاز، ہنڈوراس (Honduras)، اطالیہ، جاپان، لائبریا (Liberia)، نگوا (Nicaragua)، پانامہ (Panama)، پیرو (Peru)، پولینڈ (Poland)، پرتگال (Portugal)، رومانیہ (RUMANIA)، ملکت سرب کروٹ سلوین (Serb croot slovene State)، سیام، اور وروگوے (Uraguay)۔ اور دوسری متذکرہ زیر حکومتون کو بحیثیت مدعوین جو معاہدہ کو قبول کرنے کے لیے بلائے گئے ہین، ارکین اولے بننے کا حق حاصل ہوگا: جمہوریہ ارجنٹین (ARGENT ene repub lic) چلی (Chile) کولمبیا، ڈنمارک ہیدر لینڈس (Netherlands)، ناروے، پرگوے (Paraguay)، ایران، سلویڈور (Salvador)، ہسپانیہ، سوئیڈن، سوئزرلینڈ، اور وینزویلا (Vene zuila)۔ اس معاہدہ مین اسکا بھی لحاظ کیا گیا ہے کہ دوسرے ممالک، علاوہ ممالک جنکی تعبیر اسٹیلافین اور انکے اجزاء سے کی جاتی ہے، ارکین انجمن اسی صورت مین بن سکتے ہین جب انجمن مجلس (League assembly) کا ⅔ حصہ راضی ہو جائے، بشرطیکہ ایسی مملکت بین الاقوامی پابندیون کے قبول کرنے کی نیت مخلصانہ ارادون کی کافی ضمانت دے اور ایسی شرائط کے متعلق فوجی، بحری اور طیاری قوتون اور اسلحہ بندی کے، قبول کرے جنکو انجمن نے پیش کیا ہو، یہ رکن، اطلاع کے دو سال بعد، انجمن سے علیٰحدہ ہو سکتا ہے۔



و آزادی کی ضمانت اور حفاظت پر مشتمل ہین، اس مضمون کی نوعیت کو دیکھتے ہوئے بہتر ہوگا کہ اہم دفعات کو تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا جائے؛

موجودہ صلحنامہ کے رو سے، مجلس یا دیوان کے اجلاس کے فیصلون کے لیے ضروری ہے کہ اراکین انجمن، جنکی نمایندگی اجلاس مین کی گئی ہے، تائید کرین (دفعہ ۵) لاجہان پر کہ معاہدہ مین واضح طور سے اسکی تشریح کیگئی ہو (وغیرہ) اراکین انجمن نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ قیام امن کے لیے قومی اسلحہ بندی مین اس حد تک تخفیف کر دین کہ جس سے قومی حفاظت اچھی طرح ہو سکے، کیونکہ بین الاقوامی کاربرآری کے لیے مشترکہ عمل درکار ہے۔

دیوان ایسی تجاویز اس قسم کی تخفیف اسلحہ بندی کے لیے مختلف حکومتون کے ملاحظہ اور عمل کے لیے پیش کرے گا...... اراکین انجمن اس امر پر متفق ہین کہ خانگی رسالون اور کمپنیون کی حربی تنظیم اور دوسرے سامان جنگ کی طیاری اپنے اندر ایک عالم گیر خطرہ رکھتی ہے اسلیے دیوان تبلائے گا کہ کسطرح اس قسم کی طیاری کے ضروری خطرات رفع ہو سکتے ہین، (دفعہ ۸)، اراکینِ انجمن ایک دوسرے کی ملکی عزت اور موجودہ سیاسی آزادی کے تحفظ و احترام کو اپنا فرض سمجھین گے حملہ خطرہ یا دہمکی کی صورت مین دیوان اُن تمام وسائل کو پیش کریگا جس سے اس عہدنامہ کا تحفظ کامل طور سے ہو سکے۔ (دفعہ ۱۰)

کوئی جنگ یا اسکی دھمکی، خواہ وہ کسی رکن یا اراکین انجمن کے لیے فوری طور پر خطرناک ثابت ہو یا نہ ہو، تمام انجمن کے لیے باعثِ اندیشہ سمجھی جائیگی؛ اور انجمن کو حق ہوگا کہ اُن عاقبت اندیشانہ اور کارگر ذرایع کا استعمال کرے جن سے اقوام کے امن کا پورا تحفظ ہو سکے (دفعہ ۱۱)

اراکین انجمن اس امر پر متفق ہین کہ اگر آپسمین کسی مناقشہ یا تنازع کا اندیشہ پایا

مین کرسی نشین ہوتا آیا تھا، کتب خانہاے شاہی کی چودہ مہرین اس کے رتبۂ عالی کے لیے محضر بناتی تھین، اس کے ابتدائی صفحون مین ان کے ہاتھ کی (حکیم ابوالفتح گیلانی کی) ایک عربی عبارت لکھی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے، یہ خزانۂ فاخر بلکہ دریاے ذاخر مجھے اس شخص نے دیا جسے خدا نے دونون جہان کا کمال اور دونون ملکون کی ریاستین دین، مرزا خان خانان کے نام کے نقطے بدلکر پڑھو تو فارسی مین "جان جانان" ہے، کتبہ ابوالفتح الکیلانی اَلاَّ ہیجانی"،

## سیر الصحابیات

جس مین نہایت مستند حوالوں سے ازواجِ مطہرات رض، بنات طاہرات رض اور عام صحابیات رض کے سوانح اور ان کے اخلاقی و مذہبی علمی کارنامے درج ہین، لکھائی چھپائی کاغذ اعلیٰ ضخامت ۲۲۵، قیمت عہ

"منیجر"

دربار اکبری صفحہ ۲۶۲



# انجمن اقوام

(۲)

از
جناب ارشد علی صاحب نظام کالج حیدرآباد دکن

**انجمن اقوام کی موجودہ شکل** جنگ عظیم کے وقت بین الاقوامی تعلقات کے متعلق اس قسم کے خیالات تھے جنگ کے پہلے دور مین یہ خیال کیا جاتا تھا کہ اختتام جنگ جنگ کا خاتمہ کر دے گی، مگر بدقسمتی سے جنگ کے ایک سال بعد بھی یہ اُمید بر نہ آئی، اختتام جنگ کے بعد ہی خواہش عامہ انجمن اقوام کی صورت مین متشکل ہوئی اُس معاہدہ کی وجہ سے جس کو اتحادیین و ایتلافیین کے نمایندون نے پیرس (Paris) کے موتمر تمامی (Plenary Conference) مین ۲۸ اپریل ۱۹۱۹ء کو منظور کیا تھا وہ عالم وجود مین آئی، یہ معاہدہ اس صلحنامہ امن کی تجویز کا پہلا حصہ ہے جو نمایندگان جرمنی کو، مئی ۱۹۱۹ء کو ورسلیس (Versailles) مین پیش کیا گیا اس مین یہ شرط بھی تھی کہ صلحنامہ اس وقت جبکہ حکومت جرمنی اور اسٹریا اور اتحادیین اور شرکار کی تین سرآوردہ حکومتین اسکو قبول کرلین گی عمل مین آئیگا، اتحادیین و شرکار (Associated Powers) مین ممالک متحدہ امریکہ سلطنت برطانیہ فرانس اطالیہ اور جاپان شریک ہین جرمن مندوبین نے ۲۸ جنوری کو اس پر اپنے دستخط کیے[1]

یہ انجمن ایک مجلس (Assembly) دیوان (Council) معتمدی (Secretariat) اور مستقل عدالت (Permanent Court of Justice) پر مشتمل ہے مجلس (Assembly) مین ان تمام حکومتون کے جو اسکے ارکان ہین نمائندے شریک ہین گے، دیوان مین اہم اتحادیین و شرکار کے نمائندے معہ اُن چار ارکین کے نمایندون کے جنکو مجلس وقت بوقت منتخب کرے شریک رہین گے، معتمدی کا ایک صدر معتمد (Secretary General) ہوگا جس کا تقرر دیوان، مجلس کی کثرت آرا و پر کرے گا، اور

[1] اس کے متعلق دیکھو سرجافری بٹلر (SIR G. BUTLER) کی (HAND BUUK... NATIONS) ۱۹۱۹ء مین متذکرۂ زیر حکومتین، بعد ضروری وثائق اور منظوریون کے، انجمن اقوام کے بحیثیت دستخط کنندگان صلحنامہ امن، اراکین اولے تصور کیے جائین گے، ممالک متحدہ امریکہ، بلجیم، بلیویا، برازل، سلطنت برطانیہ معہ کناڈا، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ، نیوزیلینڈ، اور ہندوستان، چین، کیوبا، زکوسلے ویا (Czecho Slovakia)، ایکویدر (Ecuador)
(بقیہ حاشیہ صفحہ ...)

جائے جس سے جنگ کا احتمال ہو، تو وہ معاملہ یا تو ثالثی کے سپرد کر دیا جائیگا یا دیوان کے زیر غور رہیگا، اور وہ اسبات پر متفق ہین کہ کسی صورت مین، دیوان کے فیصلہ کے بعد یا ابل ثالثی کی اطلاع کے بعد، تین مہینون تک، فوج کشی نہ کرین گے (دفعہ ۱۲)

اراکین انجمن اس امر پر متفق ہین کہ آپس کے اختلافات کی اُن صورتون مین، جنکو اُنھون کے ثالثی کے فیصلہ کے قابل تسلیم کر لیا ہے، اور جو تدبر یا مصلحت سے خاطرخواہ سلجھ نہین سکتے وہ ان اختلافات کی پوری روداد ثالثی کے حوالہ کر دین گے، (دفعہ ۱۳)

اگر اراکین انجمن مین کوئی ایسی نا اتفاقی واقع ہو جس سے جنگ کا احتمال ہو اور جو ثالثی کے فیصلہ کے لیے رجوع نہین کی گئی ہو، تو اراکین انجمن ایسے معاملہ کو دیوان کے حوالہ کرنے کے حق مین متفق ہین۔

دیوان حتی الامکان اس اختلاف کے دور کرنے کی کوشش کرے گا........

اگر اس طرح معاملہ طے نہ ہو سکا تو دیوان یا تو متحدہ یا کثرت آراء سے اختلاف کے واقعات کی رپورٹ اُن سفارشون کے ساتھ جو اسکی نظر مین مناسب اور حق بجانب معلوم ہون مرتب کرکے شائع کر دیگا، اگر اراکین انجمن، فریقین کے ایک یا دو نمایندون کے علاوہ سب کے ساتھ رپورٹ کے متعلق متحد ہو جائین تو اراکین انجمن اس امر پر متفق ہین کہ نزاع کے کسی فریق سے بشرطیکہ وہ رپورٹ کی تجاویز کی پیروی کرنے پر بر سر پیکار نہ ہونگے؛ (دفعہ ۱۵)

اگر انجمن کا کوئی رکن معاہدہ کے دفعات ۱۲، ۱۳ اور ۱۴ کی خلاف ورزی کرکے بر سر پیکار ہو جائے تو وہ فی الحقیقت تمام اراکین انجمن کے خلاف آمادۂ جنگ سمجھا جائیگا اور اراکین انجمن اسپر مالی و تجارتی دباؤ ڈالنے کی کوشش کرینگے اس قوت سے جس نے عہد شکنی کی ہو، اور تمام اراکین کے حکومتون سے تمام تعلقات منقطع ہو جائینگے، اور مالی اور تجارتی اور ذاتی تعلقات معاہد شکن مملکت خواہ وہ مجلس کی رکن ہو یا نہ ہو اس سے اور دوسری مملکت سے ٹوٹ جائین گے،



اس صورت مین دیوان کا یہ فرض ہوگا کہ مختلف متعلقہ حکومتون سے سفارش کرے کہ کونسے کارگر فوجی، بحری اور طیاری قوتین اراکین انجمن اُن مسلح قوتون کی فراہمی کے لیے روانہ کرین جن سے انجمن کے معاہدون کی خاطرخواہ محافظت ہو سکے، (دفعہ ۱۶)

اگر انجمن کے رکن مین اور ایک ایسی مملکت مین جو انجمن کی رکن نہین، اختلاف ہو جائے یا ایسے ممالک مین جو انجمن کے اراکین ہین، تو وہ مملکت یا ممالک جو اراکین انجمن نہین انجمن کی رکنیت کے لیے مدعو کیے جائینگے تاکہ مصالحت آسانی سے ہو سکے۔

اگر کوئی مملکت اس قسم کے تنازعات کی وجہ رکن بننے سے انکار کرے اور کسی رکن انجمن سے خلاف فوج کشی کرے تو دفعہ ۱۶ اس مملکت کے خلاف عمل مین لائی جائے گی، (دفعہ ۱۷)

اس معاہدہ مین کوئی ایسی بات نہ ہوگی جس سے بین الاقوامی قول و قرار مثلاً ثالثی کے صلحنامہ یا کسی خاص ملکی اصول کی مثلاً شریعت منرو (MUNRO DOCTORINE) ہے، جو قیام امن کے لیے بنائے گیے ہون تکذیب ہو سکے (دفعہ ۲۱)

ایسی نوآبادیان یا مقبوضات جو گذشتہ جنگ کی وجہ سے جو ان ممالک کی حمایت سے جنکے ماتحت وہ قبل از جنگ تھین علحدہ ہو گئی ہین۔ اور وہ نوآبادیان ایسے باشندون سے آباد ہین جو بذات خود، موجودہ زمانہ کے مشکل حالات کا لحاظ کرتے ہوئے، حکومت نہین کر سکتے، تو وہان اس اصول کا استعمال کیا جائے جس سے ایسے لوگون کی بہبودی اور ترقی مدنظر رہے، جو تہذیب کی ایک امانت مقدسہ ہے۔ اور اس امانت کی تکمیل کی ضمانت معاہدہ مین شریک رہے؛

اس اصول کو عملی جامہ پہنانے کا بہتر طریقہ یہی ہو سکتا ہے کہ اس قسم کے باشندون کی

سرپرستی مہذب اور ترقی یافتہ اقوام کے سپرد کردیجائے جو بوجہ وسائل، تجربہ اور جغرافی موقع کے انکی ذمہ داری اچھی طرح سے لے سکتے ہین اور جو قبول کرنے کے لیے آمادہ ہین اور یہ اراکین سرپرستی کی انجام دہی بحیثیت حاملین انجمن کرتے رہین گے (دفعہ ۲۲)

اس معاہدہ مین ترمیمات اس وقت عمل مین آسکتی ہین جب کہ اراکین انجمن جنکی نمائندگی دیوان مین کی گئی ہے یا اراکین انجمن، جنکی نمائندگی مجلس مین کی گئی ہے، بہ کثرت آرا تائید کرین (دفعہ ۲۶)

تنقید و تبصرہ اگرچہ اس انجمن اور اس کے مقاصد سے ہمکو سردست بظاہر کوئی شکایت نہین پھر بھی یہ ضروری نہین ہے کہ اس قسم کی ہر انجمن قیام امن کا باعث ہی ہو، اور اس لیے اسکا وجود لازمی و ضروری ہو کیونکہ اس تخیل کے ساتھ ساتھ وہ خطرات ہین جنکو تاریخ ہمکو بتلاتی ہی،

ایسی انجمن صرف طاقتور حکومتون کا مجموعہ ہو سکتی ہے، جو ان تمام دوسری اقسام کی تنظیم و تنسیق کی جو انکے مفاد کے خلاف ہو تخریب کے درپے ہو جائے اور اس طرح متمدن قرون مین وہ ایک زبردست تباہ کن جنگ کے شعلے بھڑکا سکتی ہے، اس کے ساتھ ہی ایسی انجمن کمزور اقوام کے لیے اسقدر جابر و مستبد ثابت ہو گی جیسے عموماً حکم العوام ہوا کرتی ہے۔

یونان قدیم مین اسکی صدہا مثالین ملتی ہین۔ عہدیہ ڈیلاس (DELIAN CONFDCY) صرف ایونی، ایجولی اور ایشائی یونانی قوتون کا مجموعہ تھی جنہون نے برضائے تمام اپنے کو ایتھنز (ATHENS) کی حمایت و رہبری مین دیدیا تھا، اور ہمین معلوم ہے کہ ۴۶۸ق م کی جنگ یوریمیڈان (EURYMEDON) کے بعد ہی عہدیہ ڈیلاس سلطنت ایتھنس مین تبدیل ہو گئی۔ عہدیہ ہی کے شکل مین اس نے کیارسٹس (CARYSTOS) سے خواہ مخواہ جنگ کر کے اسکو عہدیہ مین شریک ہونے کے لیے مجبور کیا نکساز (NAXOS) نے



جب عہدیہ سے علحدگی اختیار کی تو جنگ کر کے بالکل کمزور کر دیا گیا۔ نہ صرف کیارسٹس اور نکساز انجمن ڈیلاس مین بجبر شامل کئے گئے بلکہ مغلوب ہونے کے بعد انسے خود مختاری سلب کر لی گئی اور اُن کو خراج دینا پڑا یہی عہدیۂ ڈیلاس بعد مین اہل پلاپونیس (PELO-PONNESUS) سے جنگ کرتی ہے،

انجمن ایتولیا یا کیا (ACHAIAN LEAGUE) کو لیجئے اول الذکر یونان متوسطہ پر محیط تھی اور موخر الذکر پلوپونیس (PELOPONNESOS) کے زیادہ حصّہ پر اثر رکھتی تھی اسوقت انکا وجود صرف مقدونیہ کے خلاف توازن قائم رکھنے کے لیے تھا۔ جب رومانے انجمن ایتولیا سے سلسلۂ اتحاد شروع کیا تو اکیانے قیام توازن کے لیے فیلقوس سے رشتۂ اتحاد قائم کر لیا۔ اسکا مقصد قیام تو صرف مقدونیہ کی مطلق العنانی اور استبداد کا انسداد تھا، لیکن مقصد سے علحدہ ہو کر روما سے مل گئی اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی رومانے ۱۸۹ق م مین امبریسیا (AMBRACIA) کو مفتوح کر کے انجمن ایتولیا کا خاتمہ کر دیا

حال کے واقعہ کو لیجئے۔ چونکہ اطالوی نائبین جینیا (GANUINA) مین قتل کئے گئے تھے اسلیے سینیر میولینی (MUSSOLINI) نے فوراً کرفو کے غیر طیار و غیر مسلح باشندون پر گولہ باری شروع کی اور اسکو ایک زمانہ تک اپنے قبضہ مین رکھا۔ اسکا یہ طرز عمل قوانین انجمن اقوام کے دفعہ ۱۲، ۱۳، اور ۱۶ کے رو سے بالکل ناجائز تھا اور انجمن اقوام کو اسکے خلاف فوج کشی کرنی لازم تھی، مگر معلوم ہے انجمن اقوام نے کیا کیا۔ اُسے بخوبی اس امر کا اطمینان تھا کہ اٹلی ان طاقتون مین سے ہے جنکا شمار فرانس، انگلستان اور امریکہ کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اسلیے اُس نے تدبر و مصالحت سے کام لینے کو بہترین پالیسی سمجھ کر اسکے مطابق کام کرنا شروع کر دیا، حالانکہ اسکے خلاف فوراً ہی اعلان جنگ کیا جا سکتا تھا، جب یونان نے

صدائے احتجاج بلند کی تو اطالیہ نے اس معاملہ کو انجمن اقوام کے موتمر سفراء کے سپرد کر دیا، مگر ساتھ ہی کرفو پر اپنا قبضہ رکھا تا کہ یونان سے ان تمام مطالبات کی جو اس سے کیے گیے تھے تکمیل کرائی جائے ادھر انجمن اقوام کو یہ دہمکی دی گئی کہ اس مسئلہ پر اطالیہ کی عزت و ناموس کا تمام تر دار و مدار ہے اسلئے انجمن اقوام کو کوئی حق نہین کہ مداخلت بیجا کرے۔

اطالیہ کا فلسفی دماغ جس نے اس نکتۂ لاینحل کی عقدہ کشائی کی قابل داد ہے اطالیہ کو واجب التکریم اور لازم الاحترام اسلئے سمجھا جانا چاہیے کہ آیندہ ہر مطلق العنان اور مستبد حکومت کسی کمزور رکن انجمن کے خلاف فوج کشی کرکے انجمن اقوام کو تبلا سکتی ہے کہ چونکہ یہ مسئلہ قومی عزت اور شرعی تحفظ کا تھا اسلئے وہ دخل نہین دیسکتی۔

اگر ترکی آج یونان پر فوج کشی کرکے یہ عذر لنگ پیش کرے تو کیا اس وقت انجمن اقوام کے سکوت کا ادنی سا بھی امکان ہے؟ انکا معقولہ یہی ہے کہ تقسیم جائداد مین بھی اجتماعیت رہے اگر یونان ترکی کو مغلوب کرے تو جیسے فرانس اور انگلستان مساوی حصہ کا دعویدار ہو گا ویسے اطالیہ، بلجیم یا ہسپانیہ ہو سکتا ہے۔ اور اس طرح تمام اراکین انجمن کا منھ بند ہو جائے گا بس اس صورت مین انجمن اقوام ایک ایسی مجلس ہو سکتی ہے جو مفتوح رقبات کو اپنے اراکین مین تقسیم کرکے امن قائم رکھ سکتی ہے، مگر سوال یہ ہے کہ اس قیام امن مین اراکین انجمن کے ایثار کا حصہ کتنا ہو گا؟

اسکے برخلاف اگر ترکی، روس سے برسرپیکار ہوتا تو ترکی کو مالی، فوجی، بحری اور طیاری امداد دیجاتی، اور جب روس اتحاد مین سے اس بیجا اعانت کے متعلق دریافت کرتا تو وہ ایسا ہی جواب دیتے جیسا کہ برطانیہ نے ترکی کو اسوقت دیا تھا جب کہ وہ یونان سے برسرپیکار تھا اگر ترکی سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہوتی جسکو کثرت اراکین انجمن نے مطعون



و قابل مذمت قرار دیا ہو تو ترکی پر مشترکہ حملہ کیا جاتا اور اسکو فتح کرکے انجمن کے مختلف اراکین تقسیم کر لیتے۔ کچھ حصہ برطانیہ کو ملتا، جسے ایسے کامون مین اولیت کی عزت حاصل ہے اور کچھ فرانس لے لیتا۔ بیچارہ جرمنی تو اس قابل نہین کہ ترکی سے جنگ کرے اور کرے بھی تو کیون اور کس اُمید پر، رہا اطالیہ سو وہ تو گدھ کیطرح چنگل مار کر ترکی کا کچھ گوشت اپنے پنجہ مین دبا لیتا اسکے مقابلہ مین اگر ترکی، عراق پر حملہ آور ہو تو برطانیہ بڑے حزن و ملال سے انجمن اقوام کو تبلائیگا کہ چونکہ ترکی نے انجمن اقوام کے ایک رکن سے اعلان جنگ کیا ہے اسلیے اسکو تمام اراکین سے برسرجنگ سمجھنا چاہیے، اسی قسم کی دور اندیشی عراق و موصل پر قبضہ رکھنے اور وقت پر انجمن سے بین الاقوامی ہمدردی و امداد حاصل کرنے کے خیال سے اس نے تجویز پیش کی کہ امیر فیصل کو انجمن کا رکن بنا لیا جائے، تا کہ اگر خدانخواستہ ترکی سے جنگ چھڑ جائے تو وہ انجمن سے یہ کہکر کہ عراق رکن انجمن ہے تمام اقوام کی مدد حاصل کر سکے۔

اب فرانس کو لیجئے۔ فرانس کو رہائن پر قبضہ کرنے کا کیا حق تھا؟ مجلس تعمیر یورپ نے جو تاوان مقرر کیا تھا اسکو جرمنی برابر ادا کر رہا تھا مگر یہ بیکار بیٹھے دیکھا کہ قدیم انتقام لینے کا خوب موقع ہاتھ آگیا اور جیسے سنہ ۱۸۷۰ء مین جرمنی افواج نے سیڈان فتح کرکے پیرس لے لیا تھا اور جیسے ۱۹۱۸ء مین پیرس سے تینتیس میل قریب آگیا تھا ویسے فرانس بھی برلن (BERLIN) پر مشین توپون سے آتشباری کر سکتا ہے۔ اسلئے اُسنے نہ صرف رہائن کو حاصل کیا بلکہ جرمنی کے دائرہ اقتدار سے علحدہ رکھنے کے لیے وہان ایک جمہوریہ کا اعلان اہل رہائن سے کروا دیا۔ اور اب انگلستان اور اطالیہ جو اس وقت یورپ کے سربرآوردہ قومین ہین کوئی ایک لفظ بھی زبان پر نہین لاتے۔ انگلستان جانتا ہے کہ ایسی صورت مین فرانس خفا ہو جائیگا، جو اسکے لیے عراق مین باعث خطرہ ہو گا اور مصر پر بھی اسکا اثر پڑے گا۔ حالانکہ جرمنی انجمن اقوام کا ایک رکن ہے

اگر وہی مسئلہ صادق آتا ہے کہ "آنرا کہ قوت است ہم حق ست"۔ مگر کیا انجمن اقوام نے اس خطری کا احساس نہین کیا جو فرانس کے حریت کُش طرز سے وقوع پذیر ہوگا ؟ ہمین معلوم ہے کہ آجکل جرمنی انتقام و افتراق کا آماجگاہ بنا ہوا ہے جہان مزدور بھوکون مر رہے ہین اور کتّون کا گوشت بھی کھانا روا رکھا ہے۔ فرانس بیشک بہت خوش ہے کہ اسنے جرمنی کو مسلوب الاختیار و نحیف القوت کر دیا ہے اور اسطرح اپنے پُرانے دشمن سے وہ انتقام جس کے لیے صلح کے بعد ہی سے پونکارے بے قرار تھا لے لیا۔

مگر امن پسند دنیا کو یہ معلوم ہوجانا چاہیے کہ عنقریب یورپ پر بلکہ دنیائے مشرق پر وہ زمانہ آئیگا۔ خدا نہ کرے۔ جب حکومتِ عمال یا اشتراکیت ایک سرے سے دوسرے تک پھیل جائے گی۔ بہت ممکن ہے کہ جرمنی روس سے مدد طلب کرے اور اسطرح جرمنی دوسرا بولشویک ملک بنجائے، اسکا اثر فرانس اور بلجیم پر ہوگا، اور تمام دنیا فرانس ۸۹ء بن جائیگی، اگر فرانس اس کا انسداد نہ کرے تو جرمنی مین شہنشاہیت کے اعلان کا اندیشہ بلکہ امکان ہو جائے گا ہمنے دیکھا ہے کہ ایک وقت بویریا مین شہنشاہیت کا اعلان ہوچکا ہے اور قریب تھا کہ یہ اعلان کامیاب ہو جائے یہی اعلان ایک مرتبہ سکسونی مین بھی ہوا ہے۔ اور اب سابق ولیعہد جرمنی کو ملک مین آنے کی اجازت دیگئی ہے بشرطیکہ وہ پُرامن زندگی بسر کرے۔

باوجود مداخلت ثالثی ممکن ہے کہ کسی فریق کو تسکین نہ ہو، اور اس فریق کو اپنی فوجی بحری اور طیاری قوت پر اتنا اعتماد ہو کہ بڑی سی بڑی طاقت سے ٹکرانے پر بھی تو اسکا ہی پلہ بھاری رہے گا۔ اس صورت مین جنگ لازمی ہوگی۔

لہ دیکھو سینیٹر نتی (SIGN. NITTI) کی تازہ ترین تصنیف "یورپ کی ٹراجیڈی اور امریکہ کیا کریگا"
(THE TRAGEDY OF EUROPE WHAT WILL AMERICA DO.

وہ قوت حملہ بھی کریگی، قبضہ بھی کریگی اور انجمن اقوام منہ دیکھتے رہجاے گی اور یہان کسی حکومت کا خاتمہ بھی ہوجائیگا ایک رکن دوسرے اراکین کو اپنے جال مین پھانسکر کسی کے خلاف آمادہ جنگ کر سکتا ہے۔ فرض کیجیے کہ آج جرمنی اتنا قوت والا اور سرمایہ دار ہو جاے جتنا ۱۹۱۴ء مین تھا۔ اگر وہ بلجیم پر حملہ کرکے اسکی فتح کے بعد فرانس پر چڑھائی کرے تو ضرور ہے کہ برطانیہ چوکنا ہو جائے گا، اگر جرمنی مصلحت آمیزی سے اسکو ہموار کرکے یہ سمجھاے کہ خوان یغما مین اسکا بھی حصہ ہوگا، تو دیکھین برطانیہ خاموش رہتا ہے یا نہین، اب جسے بھی ہونگر آزادی کا خاتمہ بھی کر دیا جائیگا، اور امن بھی قائم رہیگا، مگر کسی اصول پر پوری دنیا صرف ایک ہی کے زیر اقتدار رہ سکتی ہے،

اراکین اپنی اقوام یا منتخبین کی پوری طرح نمایندگی نہین کر سکتے جس وقت کوئی رکن یا نائب منتخب کیا گیا تو اسوقت نمایندے کے خیالات منتخبین کی موافقت کرتے ہین بعد چندے وہ بدل جاتے ہین اور وہ اچھی طرح دوسرے اراکین کے سامنے ظاہر کر سکتا ہے کہ میری قوم یا مملکت کا یہ خیال ہے، حالانکہ پوری قوم کی راے لیجائے تو اس سے متضاد ہوگی۔ اور وہ نمایندہ اپنی انانیت یا استبدادیت سے اپنی پوری قوم کو برسر جنگ کرے گا۔ حالانکہ قوم جنگ کے لیے بالکل آمادہ نہین۔ نمایندہ حکومت حاضرہ کے وزیر خارجیہ یا حربیہ کا دوست ہے اور اس نے یہی راے ظاہر کی ہے جسکی نقل دمراسلت انجمن اقوام مین کی گئی ہے تو محض وزیر خارجیہ یا حربیہ کی غلطی یا نزاکت سے لاکھون کا خون ہوجاتا ہے۔ یا وہ نمایندہ کسی مسئلہ کی تردید انجمن مین کرے حالانکہ جنکی وہ نمایندگی کر رہا ہو اسکی تائید کرتے ہین۔ مگر وہ مجبور ہیں لاچار ہین۔ دو سال تک انتخاب نہین ہوسکتا اور دو سال مین پوری کایا پلٹ دی جاسکتی ہے۔ اور دو سال کیا ایک ہی مہینہ بلکہ ایک ہی اجلاس انجمن مین ایک نئی جنگ عظیم کا آغاز ہو سکتا ہے بس ان کمزوریون اور خامیون کے ساتھ انجمن اقوام کا وجود بیکار محض ہی نہین بلکہ ایک خطرہ عظیم ہے،

# تلخیص و تبصرہ

## مجلس مستشرقین جرمنی

گذشتہ جنگ نے بین الاقوامی مجلس مستشرقین کا خاتمہ کر دیا ہے، جرمن مستشرقین کی انجمن نے اس کے عوض صرف جرمن اہل علم اصحاب کی سالانہ مجلسین منعقد کرنی شروع کین، اسکا پہلا سالانہ جلاس ۱۹۲۱ء مین لیپزگ مین، اور دوسرا ۱۹۲۳ء مین برلن مین منعقد ہوا تھا، اور اب اس سال یہ مجلس پہلی اکتوبر سے ۴، اکتوبر تک میونخ مین ہوئی، تقریباً ۲۰۰ اہل علم اصحاب اس مین شریک ہوئے، ان مین اسٹریا، سویزرلینڈ، اور زیکوسلویا کے علما بھی موجود تھے، مجلس استقبالیہ نے عموماً اور پالی کے مشہور استاد پروفیسر ولیم اور عجائب خانہ کے محقق آثار پروفیسر لوسین شرمین نے اس کو کامیاب بنانے مین بہت حصہ لیا، اسی سلسلہ مین قومی عجائب خانہ مین ایشیائی فنون اور صنعتون کی نمائش کا بھی انتظام کیا گیا تھا، اشیائے نمائش مین سب سے زیادہ نمایان چیزین وہ تھین، جو جاپان چین، اور ہندوستان سے مذہب بودھ کے متعلق جمع کیگئی تھین،

اجلاس کو مباحث کے لحاظ سے چار شعبون مین تقسیم کیا گیا تھا، ان مین کافی مضامین پڑھے گئے، اجلاس کے اختتاح کے وقت پروفیسر لٹ مین نے ایک عام فاضلانہ مضمون "جرمنی اور مشرق ماخوذ الفاظ" کی روشنی مین پڑھا، مضمون نگار نے بتایا کہ جرمن زبان مین ۱۱۰۰ ایسے ماخوذ الفاظ ہین، جو مشرقی زبانون سے لیے گئے ہین، ان الفاظ مین سے کچھ تو رومن اپنے ساتھ لائے، کچھ کو اہل اطالیہ نے مسلمانون سے سیکھ کر ہم کو بتایا، اور کچھ وہ ہین جو عبرانی اور دوسری مشرقی زبانون سے مختلف یوروپین اقوام کے ذریعہ ہم تک پہنچے، اسی قسم کا مضمون ڈاکٹر اسوالڈ سپنگلر (Dr. OSWALD SPENGLER) نے جنگی



تصنیف، زوال مغرب نے دو سال قبل تمام جرمنی مین ایک ہیجان پیدا کر دیا تھا، "قدیم نقشے" پڑھا، انھون نے تحریک کی کہ دنیا کے بہت سے نقشے بنائے جائین، جن مین عہد بعہد کے تمدنی، اور حیاتی حالات دکھائے جائین، اقوام کی ہجرت و سکونت بتائی جائے اور سیاسی واقعات کے اثرات کا اظہار ہو، پروفیسر ای کرنی مین نے "یونانی عہد تمدن سے پہلے بحر روم مین عورتون کی حالت" پر ایک دلچسپ مضمون سنایا، اس مضمون مین دکھایا گیا تھا کہ اس عہد کے تمدن مین جو ۲۰۰۰ ق م سے ۸۰۰ ق م پر مشتمل ہے، لاتعداد مثالین، بھائی بہنون کی شادی کی ملتی ہین، اگرچہ ابتداءً یہ رسم پہلے شاہی خاندان تک محدود تھی لیکن بعد مین عام ہو گئی تھی،

پروفیسر لے، وان لی کاک نے ایک تقریر "وسط ایشیا تمدنی مرکز کی حیثیت سے" پر کی، پروفیسر مذکور دو اثری مہمون کے جو ۱۹۰۴ء اور ۱۹۱۳ء مین طرفان (مشرقی ترکستان) گئی تھین رئیس رہ چکے ہین، انھون نے بتایا کہ کس طرح مشرق و مغرب کے فنون و صنعت کا ذوق متحد و مشترک ہو،

اس کے علاوہ مختلف شعبون کی مجالس مین متعدد مضامین پڑھے گیے ان مین سے ہندوستان اور مشرق اقصےٰ کے متعلق مندرجہ ذیل مضامین قابل ذکر ہین، ڈاکٹر اے گرونیڈل (Dr. A. GRUENWEDEL) اور پروفیسر وان لی کاک کی سرکردگی مین جو تین اثری مہمین ترکستان گئی تھین وہ علمی و ادبی لحاظ سے بھی بہت کامیاب ثابت ہوئین، انھون نے ۱۶ زبانون اور ۲۴ طرز تحریرون کا پتہ چلایا اور انکی کتابین جمع کین، ان مین سے بعض تیونپر لکھی ہوئی تھین، اور پروفیسر لوڈرس وغیرہ کو ان کو جوڑنا پڑا ہے، پروفیسر ایم لوڈرس نے اس مجلس مین اعلان کیا کہ انھون نے بودھی سروستویدن کے اصلی و محرف نسخے جمع کر لیے ہین، ڈاکٹر ایم، ونٹرنز نے ڈاکٹر بھنڈارکر کی مشرقی انجمن پونا کی علمی تحقیقات پر روشنی ڈالی، اور بتایا کہ وہان کے ارکان کس طرح مہابھارت کا صحیح نسخہ شائع کر رہے ہین، ڈاکٹر فنز ٹراؤز (Dr. Fritz Trautz) نے تحریک کی کہ مذہب بودھ کی ایک

مکمل دائرۃ المعارف لکھی جائے، لیکن اس تحریک کو عملی جامہ پہنانے مین جو چیز سب سے زیادہ مشکل نظر آئی وہ سرمایہ کی کمی تھی، اس کے بعد ایچ، وان گلزنپ نے اپنا مضمون "جین مذہب، ہندوستان کی تاریخ مذاہب مین اور اسکا دوسرے مذاہب سے تعلق" پڑھا، پروفیسر ای ہنیش نے اپنا مضمون "چین مین بودھ کے مخالف تصانیف" سنایا، پانچوین اور چھٹی صدی عیسوی مین چین مین بودھ مذہب کے خلاف سخت تحریک موجود تھی، ڈاکٹر جی، گوٹز نے ہندوستان کی عام نقاشی پر اپنا دلچسپ مضمون پیش کیا، اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ کس طرح اس فن نے بھی عہد بہ عہد ترقی یا تنزل دیکھا ہے، عہد اسلام مین اکبر اور جہانگیر کے زمانہ حریت مین کرشن کی تصویر بہت عام ہو گئی تھی ان کے علاوہ دوسرے زمانون مین اسلامی عنصر غالب نظر آتے ہین، پروفیسر ایف، او شریڈر نے "سنسکرت مین دراوڈی عنصر" کے موضوع پر اپنی تحریر سنائی، اس شعبہ کا سب سے آخری مضمون پی، جے، ایس کا تھا جو انھون نے "ہندو فلسفہ مین وحدت الوجود" پر لکھا تھا،

(ماڈرن ریویو)

## موجودہ صابین کے عقائد،

مسز ای، ایس، ڈرور، اب سے ایک سال قبل اپنے سفرنامہ عراق کے ذریعہ انگریزی جاننے والے طبقہ مین روشناس ہو چکی ہین، اب انھون نے انگلستان کے علمی و فلسفی رسالہ کونسٹ مین صابیین کے عقائد، حالت اور مذہبی رسوم کے متعلق ایک دلچسپ سلسلہ مضمون لکھنا شروع کیا،

نجف اشرف اور کربلائے معلّی کے علاوہ عراق کے ہر چھوٹے یا بڑے شہر مین صابی موجود ہین، اہل عراق عموماً صناع ہوتے ہین، اور صابی اس حیثیت سے تمام دوسری قومون پر فوقیت رکھتے ہین، وہ چمڑے کی کشتیان بھی بناتے ہین جنکو مشحف کہتے ہین، اس کے علاوہ چٹائی بنانے ہین بھی ان کا سب سے زیادہ حصہ ہے اور اس صنعت کے مرکز سوق الشیوخ پر ان کا قبضہ ہے،

ان کے یہان صفائی باطن کے لیے ظاہری صفائی بسا ضروری سمجھی جاتی ہے، اور وہ اکثر ساحلی



مقامات پر رہتے ہین بعض دوسرے مذاہب کی طرح ان کے یہان بھی تمام رسمین مثلاً شادی، اصطباغ وغیرہ ان کے مذہبی پیشوا جنکو گنزبرہ کہتے ہین ادا کرتے ہین، یہ پیشوا ایسے اوقات مین خاص لباس پہنتے ہین، جس کو رستہ کہا جاتا ہے، اس مین مختلف کپڑے ہوتے ہین، مثلاً صدری، عبا، پیٹی، عمامہ، وغیرہ اس کے ساتھ ہی ان کو ایک عصا بھی رکھنا پڑتا ہے،

صابی عیسائی، یہودی اور مسلمانون کی طرح ایک خدا کی پرستش کرتے ہین، لیکن ان کے خدا کا تخیل بہت زیادہ روحانی ہے، وہ سب سے بلند اور سب پر حاوی ہے، وہ ظاہری دنیا کے لیے مختلف نائب مقرر کرتا ہے، وہ سبب اوّل ہے، یہ نائب نہ تو دیوتا ہین اور نہ فرشتے، ان کے یہان ان نائبون کو ملکی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، یہ ارواحِ قوی، روشنی اور صفائی کی دنیا "عالم دنہرو" مین رہتی ہین، یہ عالم غیر فانی ہے، ملکیون مین عورت اور مرد دونون ہین، اور ان کے مدارج بھی مختلف ہین، یہ خواہشات سے بری، اور فوق الفطرت قوی سے مسلح رہتے ہین، انسانون کی طرح یہ بھی اس خدائے برحق کی عبادت اور اسکے احکام کی پابندی کرتے ہین، انکی تعداد ۳۶۰ ہے اور صابیون کے یہان ان مین سے ہر ایک کا مستقل نام ہے، ان مین قابل ذکر یہ ہین، مرداً درثبو، یہ ملکیون کا بادشاہ ہے، ادثر مزنیہ، یہ قطب شمالی مین رہتا ہے اور اعراف سے گذرنیوالی روحونکا انصاف اس کے ہاتھ مین ہے اگر اعراف کی تکالیف ان کو پوری طور سے پاک نہین کرتین، تو وہ ان کو پھر وہین بھیج دیتا ہے، ان کے علاوہ ایک ملکی حول زیود ہے، جس نے ایک خاتون روحیہ کی تلاش مین اس دنیا کا سفر بھی کیا تھا، ان دونون کی واپسی کی تقریب کو صابی ہر سال مناتے ہین اس تہوار کا نام دہو وہینو ہے،

اس روحیہ کے ایک دیوزاد لڑکا اور پیدا ہوا، اور وہی اپنی پیٹھ پر اس مادی دنیا کو اٹھائے ہوئے ہے اور قیامت تک اس خدمت پر مامور رہیگا، اس کا منہ بہت بڑا ہے، اسکی سانس اس قدر گرم ہے کہ جو شخص بھی اس سے متاثر ہو بچ نہین سکتا، بعض کا خیال ہے کہ غیر صابی اسی دیوزاد کے لقمہ بنینگے،

اسکی توضیح یون کیجاتی ہے، کہ آدم کا منہ دو رخ ہے، ان کا اعراف ہمارے اعراف جیسا نہین ہے بلکہ بہشت کے مقدس خطہ مین داخل ہونے سے پہلے ہر نیک و بد روح کو اس مین سے گذرنا ہوگا حتی کہ تمام روحین کم و زیادہ تکالیف اٹھا کر اور گناہون سے پاک ہو کر جنت مین جو ابدی ہے، داخل ہو جائینگی اور اس وقت اعراف فنا ہو جائیگا، ان کا سب سے زیادہ عجیب عقیدہ یہ ہے کہ اس دنیا کی طرح ایک اور دنیا ہے جو نظر نہین آتی، اور ہماری دنیا سے کم مادی ہے، ہماری دنیا کی طرح یہ بھی فانی ہے، لیکن وہان کے باشندے جو شوتی کوشتو کے نام سے موسوم ہین ہماری طرح مٹی کے بنے ہوئے ہین، لیکن وہ ہماری طرح خرید و فروخت شادی، عبادت، کرتے اور کپڑے پہنتے ہین، ان مین جو چیز مابہ الامتیاز ہے وہ یہ ہے کہ وہ خواہش جذبات، اور خوف سے بری ہین، ان کو شادی و غم کا احساس نہین، وہ معصوم ہین، ان کا لباس بہت سفید اور درخشان ہوتا ہے، موت کے بعد ان کو اعراف سے گذرنا نہین ہوتا،

اس مادی دنیا (ارض طویل) کے باشندے، آدم و حوا کی اولاد ہین، لیکن شوتی کوشتو کے یہان بھی ایک دوسرے آدم و حوا موجود ہین، اس دنیا کے آدم و حوا کی طرح شوتی کشتو کے آدم و حوا کے یہان بھی ایک لڑکی تھی، اس دنیا والی لڑکی خوبصورت تھی اور دوسری دنیا کی لڑکی اس سے بھی زیادہ حسین، روحانی دنیا کے آدم نے ارضی دنیا کے آدم کی لڑکی سے شادی کی، اور اس شادی کا نتیجہ صابی قوم ہے، دنیاوی آدم نے بھی روحی آدم کی لڑکی سے شادی کی، لیکن اس سے کوئی اولاد نہ ہوئی،

عام اسلامی اور عیسائی مذہب مین اس قسم کی کوئی نیم روحانی دنیا موجود نہین ہے، لیکن بعض شیعی روایات مین اس کا پتہ چلتا ہے، ان کا خیال ہے کہ اس دنیا مین ایک جگہ جزیرۃ الخضراء ہے جو عام انسانی آنکھون سے پوشیدہ ہے اور ان کے بارہوین امام حضرت مہدی علیہ السلام وہین پوشیدہ ہین، اور جب وقت آئے گا تو وہ یہین سے ظہور کرینگے، ایک شیعی مجتہد نے ایک کتاب مین اس جزیرہ کا حال لکھا ہے، اس نے بیان کیا ہے کہ کس طرح اس کا جہاز ٹوٹ گیا اور کس طرح



وہ ایک جہاز کے تختہ پر بیٹھ کر اس جزیرہ تک پہنچا،"

ان کے یہان دونون جنسون کے لوگ مذہبی پیشوا ہوتے ہین، رہنما کے لیے ضروری ہے کہ وہ صحیح و تندرست ہو، جسمانی عیوب سے بری ہو، شراب تمباکو اور دوسری لغویات سے محترز رہے، ان کے تمام وظائف اور کتابین انکی خاص زبان، ماندی مین ہین، ان مین قابل ذکر یہ ہین، درشہ یحیٰی (حضرت یحیٰی کی سوانحمری) انین الرحنی، کتاب التسلط، النشتر اور گنزرا، رہنما بننے کے لیے بڑی بڑی دعائین یاد کرنی پڑتی ہین، اور ساٹھ دنون تک مختلف ریاضت کے ذریعہ اپنی روح کو پاک کرنا پڑتا ہے، کوئی بداخلاق، بدباطن، شریر شخص اس مقدس جماعت مین داخل نہین ہو سکتا، اس کے داخلہ کے لیے تمام قوم یا قبیلہ کی منظوری اور پسندیدگی بہا ضروری ہے،

## تاریخ ادبیات ایران جلد چہارم

ٹائمس لندن نے اپنے علمی ضمیمہ مین ڈاکٹر براؤن کی آخری تصنیف پر جس کا اجمالی بیان گذشتہ ماہ کے شذرات مین کیا جا چکا ہے، ان الفاظ مین تنقید لکھی ہے،

"مشرقی تاریخ کے طلبہ کے لیے سلسلۂ ادبیات ایران کی چوتھی جلد کی اشاعت خاص اہمیت رکھتی ہے، پروفیسر براؤن نے فارسی سیکھتے وقت جو ارادہ کیا تھا اور جس کو انھون نے اس کامیاب طریقہ سے پورا کیا ہے، اس پر وہ مستحق مبارکباد ہین، پہلی جلد ۱۹۰۲ء مین شائع ہوئی تھی اور اس طرح اسکی تکمیل مین ۲۲ سال صرف ہوئے، یہ جلد بقیہ تین جلدون سے زیادہ اہم ہے، کیونکہ اس مین ان کو بہت زیادہ ذاتی تحقیق سے کام لینا پڑا ہے، اس مین بعض ایسے مباحث ہین جن پر کبھی بھی کسی عالم نے اس تفصیل کے ساتھ قلم نہین اٹھایا تھا، مثلاً اس کتاب مین ہم کو سب سے پہلے حکومت صفویہ کے اصلی بانی شیعہ مذہب کے مکمل اعتقادات اور موجودہ عہد کے ایرانی شعراء کا حال معلوم ہوتا ہے،

مصنف ہم کو یقین دلاتا ہے کہ یہ کتاب کسی سیاسی غرض سے نہین لکھی گئی ہے، اور اس مین

جو تاریخی واقعات بیان کیے گئے ہین انکی وجہ صرف یہ ہے کہ تعلیم یافتہ یورپ کے اکثر ارکان مشرق کی مجمل تاریخ سے بھی واقفیت نہین رکھتے، اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ حصے نکال دیئے جاتے، جن چار صدیون کے حالات پر یہ کتاب مشتمل ہے، وہ ادبیات کے بجائے سیاسی اور معاشری لحاظ سے زیادہ اہم ہین، حضرت جامی کی وفات تک جس پر تیسری جلد ختم ہوتی ہے کوئی زمانہ ایسا نہین ملتا جن مین مشہور شعرا نہ پیدا ہوئے ہون، لیکن سولھوین صدی کے آخر دنون سے انیسوین صدی کے وسط تک ہم کو انکی عام کمی محسوس ہوتی ہے، اگرچہ ان مین سے اکثر ایران ہی مین پیدا ہوئے لیکن زیادہ تر ہندوستان مین جا کر رہ گئے، ان چار سو سالون مین ہم کو صرف ایک ایرانی شاعر ایسا ملتا ہے جو ایران ہی کی خاک سے اُٹھا اور پھر اسی مین مل گیا، وہ قاآنی المتوفی ۱۸۵۳ء تھا، زبان پر قدرت اور زور بیان ایسی چیزین ہین جن کے لئے قاآنی ہمیشہ ممتاز رہیگا، اس طویل خاموشی کے بعد ایک ایسے شاعر کا پیدا ہونا جو عروض مین بھی قدیم اصول کا پابند ہو ایک ایسی حقیقت ہے جسکی نظیر کسی تاریخ، ادبیات مین نہین ملتی، ڈاکٹر براؤن کا بیان ہے :-

"تقریباً ہر تعلیم یافتہ ایرانی سننے کے قابل اشعار کہہ سکتا ہے، اور اکثر ایسے اشعار کہتے ہین، اسی کے ساتھ جن لوگون نے اس کو اپنی زندگی کا مشغلہ بنا لیا ہے، اور بڑے بڑے دیوان مرتب کرتے ہین، ان کی تعداد بھی کافی ہے علاوہ برین یہ شاعری اس قدر رسمی ہوتی ہے اور اس کی زبان ان چند صدیون مین اس قدر کم بدلی ہے کہ اگر ایک شخص مختلف اشخاص کی غزلون کو جو مختلف عہد مین لکھی گئی ہون جمع کردے اور تخلص کا شعر نکال دے تو کوئی شخص بھی ان کو تاریخی حیثیت سے کسی صورت سے بھی مرتب نہین کر سکتا ،،

اس لیے ضرورۃً اس جلد مین تاریخ کے لیے گنجائش نکالنی پڑی، اور ہم کو افسوس ہے کہ موضوع کی جدت اور اہمیت کے باوجود اس کو مختصراً ہی بیان کرنا پڑا ہے، ہماری تمنا تھی کہ ہم



ایک مستقل جلد صفویون کے عروج و زوال پر اور دوسری نادر شاہ قاچاری حکومت اور موجودہ ایران کی تاریخ کے متعلق مطالعہ کر سکتے ۔

شاید اس کی بہترین خصوصیت وہ طریقۂ بیان ہے جس مین اسمٰعیل شاہ کی قومی خدمات بتائی گئین ہین اور دکھایا گیا ہے کہ اس نے ایرانیون کو متحد کرکے کسطرح ملک کی حفاظت کا سامان مہیا کر دیا ہے۔۔۔

پروفیسر براؤن اور صرف وہی تاریخ کی ایک بڑی ضرورت — یعنی ساسانیون کے زوال سے اب تک کی ایران کی مفصل تاریخ کو پورا کر سکتے ہین، ہم کو اُمید رکھنی چاہیے اب وہ اس طرف متوجہ ہونگے اگرچہ انھون نے تیسری اور چوتھی جلدون مین تاریخ کے اہم ترین واقعات پر روشنی ڈالی ہے لیکن پھر بھی بہت سی کڑیان اب تک نہین ملی ہین، پروفیسر براؤن نے بتا دیا ہے کہ ایران کی تاریخ کے لیے وہان کافی مواد موجود ہے، اگرچہ حال تک ایران کی عام اسلامی تاریخ کی حالت نہایت بری تھی اور لوگ صرف ذرائع کا سرسری بیان کر دینا کافی سمجھتے تھے لیکن اب عربی، فارسی اور ترکی مین ایسے مصنفین پیدا ہو گئے ہین جنکی تصانیف، بہترین یورپین تصانیف کے پہلو بہ پہلو رکھی جا سکتی ہین، اس تحریک جدید پر پروفیسر براؤن نے اس جلد مین بحث کی ہے، ایرانیون کی ایک تعلیم یافتہ جماعت نے جو ایام جنگ مین جرمنی مین تھی اور جرمنی سے صرف اس لیے ہمدردی رکھتی تھی کہ وہ ظالم روس کے خلاف برسر جنگ تھا اپنے جرمنی تبلیغ سے متاثر ہو کر اور اسکی مدد سے ایک مطبع قائم کیا، اور وہان سے ایک ماہوار رسالہ کاوہ نکالا، یہ رسالہ زیادہ تر سیاسی تھا، اور ۲۴ جنوری ۱۹۱۶ء سے ۱۵ اگست ۱۹۱۹ء تک نکلتا رہا، اس کے بعد اگرچہ اسکی ادبیت جو ایران کے بہترین موجودہ نثر کا اعلیٰ نمونہ تھی باقی رہی لیکن رسالہ ادبی ہو گیا، یہ ادبی کاوہ ۲۴ جنوری ۱۹۲۱ء مین نکلا لیکن بارہ پرچون کے بعد ہی اس کا خاتمہ ہو گیا اور اب جون ۱۹۲۲ء سے ایران شہر نام ایک رسالہ اسکی جگہ شایع ہو رہا ہے، اس رسالہ کے علاوہ اس مطبع نے بہترین تصانیف کو بھی نہایت اعلیٰ پیمانہ پر شائع کرنا شروع کیا ہے، کاوہ کا یہ جدید علمی سلسلہ اس حیثیت سے

بہت اہم ہے کہ وہ ایران کے متعلق بہترین ایرانی دماغون کی جدید ترین تحقیقات کو جو یورپین مستشرقین کی تصانیف سے استفادہ کے بعد لکھی گئی ہین پیش کرتا ہے۔ . . . . . .

. . . . . . . . . . . . . . .

پروفیسر براؤن نے آیندہ محققین کو تحقیقات کی صحیح راہ بتادی ہے اور اس حیثیت سے انھون نے اپنی آخری دو جلدون مین ادبیات و تاریخ کے اشتراک کی بہترین مثال پیش کی ہے، انکی یہ چارتاریخی تصانیف نمونہ ہین، جنکو پیش نظر رکھ کر آیندہ تحقیقات جاری رکھی جاسکتی ہے، کتاب جامعۂ کیمبرج کے مطبع سے ۵۰ شلنگ مین ملسکتی ہے،

## مقالۂ روسو

فرانس کا مشہور علمی و سیاسی انقلاب جن ارباب دماغ کا نتیجہ ہے ان مین روسو کو خاص اہمیت حاصل ہے، دنیا کی اکثر مہذب زبانون مین اسکی تصنیفات کے ترجمے ہو گئے ہین صاحبزادہ ظفر حسین خان سب ڈپٹی انسپکٹر تعلیمات پیلی بھیت نے اس کے ایک اہم رسالے کا ترجمہ کیا اور دار المصنفین نے شایع کیا ہے، اس رسالے مین روسو نے علوم کی قدر و قیمت پر ناقدانہ نگاہ ڈالی ہے، اس لائق ہے کہ اردو دان اصحاب اس کا مطالعہ کرین قیمت ۸ر

"منیجر"



## اخبار علمیہ

گذشتہ جولائی مین برطانوی اطبار کی مجلس کا بریڈفورڈ مین اجلاس ہوا تھا، اس موقع پر یارک کے آرک بشاپ نے ان سے درخواست کی تھی کہ طبی لحاظ سے اس بات پر اظہار رائے کرین کہ آیا مادی علاج کی طرح امراض کے دفعیہ کے لیے روحانی علاج بھی کوئی شے ہے یا نہین؟ مجلس اطبار نے ایک ہفتہ سے زیادہ کے غور و فکر اور مباحثہ کے بعد ان کو اطلاع دی ہے کہ اُس کے خیال مین روحانی علاج کوئی شے نہین ہے، کیا مادیت اپنے انتہائی نقطہ پر نہین پہنچ گئی ہے؟

---

لندن کی عشرت پسند آبادی کے اخلاق کی اصلاح کے لیے یہ قانون بنایا گیا تھا کہ کوئی کلب یا ہوٹل ایک مقررہ وقت کے بعد کھلا نہ رہے اور نہ اس کے بعد شراب بیچی جائے، لیکن وہان کے زندہ دل برابر اس کے خلاف ورزی کرتے رہتے ہین چنانچہ اب تک ایکہزار پونڈ بطور جرمانہ وصول کیا جاچکا ہے، اس کا شرمناک پہلو یہ ہے کہ اس جرم مین مردون سے زیادہ صنف نازک کا حصہ ہے یورپ کا اسی اخلاقی سوز تہذیب سے مشرق کے معصوم اور تاریک خلوتکدہ کو منور کرنا اس وقت اس کا بہترین فرض سمجھا جاتا ہے

---

مجلس عمال کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ ۱۹۲۰ء مین ٹریڈ یونین کے ارکان کی تعداد . . . . تک پہنچ گئی تھی لیکن ۱۹۲۲ء مین اس مین بہت بڑی کمی واقع ہو گی اور اس وقت اس کے صرف . . . . ۴۵۰ ارکان ہین،

---

انگلستان مین بیکارونکی جو کثرت ہو رہی ہے، اس کو دور کرنے کے لیے وزیر مالیات نے اعلان کیا ہے کہ آئندہ موسم سرما مین حکومت ایک بڑے پیمانے پر مختلف کام شروع کریگی، ان کامون مین ۷۰۰۰۰۰۰ پونڈ صرف ہونگے، اس اجمال کی تفصیل یہ ہے:-

| | | |
|---|---|---|
| حصول و وسعت برق کے لیے | ۱۰۰۰۰۰۰۰ | پونڈ |
| سڑکونکی وسعت و مرمت | ۱۳۵۰۰۰۰ | " |
| گریٹ وسٹرن ریلوے | ۱۳۰۰۰۰۰ | " |
| لندن اینڈ این ڈبلو ریلوے | ۱۶۰۰۰۰۰ | " |
| لندن مڈلینڈ اسکاٹس ریلوے | ۱۳۵۰۰۰۰ | " |
| ساؤدرن ریلوے | ۱۰۰۰۰۰۰ | " |

---

راک فیلر انسٹیٹیوٹ، نیویارک، (امریکہ) کے ڈاکٹر الیکسس کرل نے ایک چڑیا کا دل اس کے مرجانے کے بعد مختلف ادویہ کے ذریعہ ۱۲ سالون تک متحرک رکھا ہے،

---

اطالیہ کے علاقہ ارپینو کے ایک مقام کسری مین جسکو مشہور رومی خطیب سیسرو (CICERO) کے مولد ہونے کا بھی شرف حاصل ہے بعض دانت نکلے ہین جو امتداد زمانہ سے پتھر کے ہوگئے ہین، ان مین اکثر ۳ فٹ ۲ انچ لمبے ۶ انچ چوڑے اور ۳۵۰ پونڈ وزنی ہین،

---

یورپ، اپنے مصنفین کی قدیم تصانیف کی جتنی قدر کرتا ہے اس کا اندازہ ٹائمس کے ادبی ضمیمہ کے مستقل عنوان فروخت پر خیالات (NOTES ON SALE) سے ہوسکتا ہے ہم نمونۃً گذشتہ



ماہ کی چار کتابون کو پیش کرتے ہین، سوتھبے کمپنی نے ۱۴ صدی کی ایک مصور انجیل مسٹر مگر کے ہاتھ بیچی ہے اسکی قیمت ۳۳۰۰۰ پونڈ ادا کیگئی ہے، گرے کی مشہور نظم ایلجی کا ایک نسخہ جو ۱۷۵۱ء مین چھپا تھا اور جسکی قیمت ۶ پنس تھی ۱۵۵۰ پونڈ کو فروخت ہوا، برنس کے دیوان کا ایک نسخہ جو ۱۷۸۶ء مین پہلی مرتبہ شایع ہوا تھا، ۵۶۰ پونڈ کو قدردان کے ہاتھ مین پہنچا اور ملٹن کی نظم بہشت گم گشتہ کا ایک نسخہ جو ۱۶۶۷ء مین شایع ہوا تھا ۵۵ پونڈ میں بکا،

---

مصر مین برطانوی اثری محکمہ نے حال ہی مین ایک ۵ ½ انچ کے ہاتھی دانت کا بت کھود کر نکالا ہے، اس تصویر کے متعلق خیال ہے کہ گذشتہ تاریخ اثری و تہذیب مصر کے متعلق جو کچھ معلوم ہے، اس سے جداگانہ ہی چیز ہے، اور اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس سے ۱۰ ہزار قبل میلاد مسیح کے مصری تمدن کا حال معلوم ہوسکتا ہے اس دریافت کا سہرا پروفیسر سر فلنڈرس پٹرے کے سر ہے یہ مورت بالائی مصر مین اسوط سے تین ۳ میل پر نکلی ہے،

---

گذشتہ ماہ کا علمی حادثہ مسٹر جوزف کونرڈ کی موت ہے، مسٹر موصوف انگریزی کے مشہور افسانہ نگار تھے، ان کا اصلی وطن پولینڈ تھا، لیکن ۱۸۸۶ء مین انھون نے مستقل طور سے برطانوی رعایا کی حیثیت سے انگلستان مین اقامت اختیار کرلی، اُن کے افسانے ہر طبقہ اور ہر عمر کے لوگون مین بہت مقبول ہوتے ہین،

---

ویمبلی نمائش مین جہان ہندوستان کی صنعت و حرفت کی نمائش کے لیے بہت سی اور چیزین گئی ہین، وہان ایک پرون کا بنا ہوا شال بھی ہے ۲ ½ گز لانبا اور ۵۸ انچ چوڑا ہے، لیکن اس قدر نرم ہے کہ ایک انگوٹھی کے اندر سے نکال لیا جاتا ہے، اسکی تیاری مین تین سال صرف ہوئے ہین، اور اسکی قیمت ۵۰۰ پونڈ ہے،

حال ہی مین لندن مین ماہرین نباتات کا ایک جلسہ ہوا تھا، اس مین برطانوی حکومت کے تمام مقبوضات کے نمائندے شریک تھے، اس جلسہ مین ایک تجویز یہ بھی پیش ہوئی کہ ضرورت ہے کہ تمام برطانوی ممالک کی نباتاتی پیمائش کیجائے تاکہ ہر ملک کو معلوم ہو سکے کہ دوسرے ممالک کے نباتات کا کیا حال ہے،

---

مشہور مرہٹہ ماہر اقتصادیات مسٹر کیل نے کئی سالون سے پونا مین ایک زنانہ یونیورسٹی قائم کر رکھی ہے، اس تعلیمی مدت مین اسنے بہت کچھ ترقی حاصل کر لی ہے، اور اگر یہ کامیاب ثابت ہو گئی تو تعلیم نسوان مین ایک انقلاب پیدا ہو جائے گا، گذشتہ ماہ مین اس کا جلسہ تقسیم اسناد منعقد ہوا تھا، اس کے صدر دیوان بہادر جے، ایس، راؤ تھے، اس سال پانچ گریجویٹ خواتین کو "گرہتیا اگما" کی سندین ملین، اُن مین چار احمد آباد دہلیا پانشالہ کی تھین، صدر کی رائے ہے کہ خواتین کے لیے الگ سے ایک طبی کالج بھی قائم کیا جائے،

---

رائل سوسائٹی آف میڈیسن اینڈ ہائجن نے حال ہی مین ایک اطلاع شائع کی ہے کہ پاگلون کے فالج کا بہترین علاج یہ ہے کہ ان کے جسم مین ملیریا کے جراثیم داخل کر دیے جائین، اس علاج مرض ہا لمرض سے جو تجربات حاصل ہوئے ہین وہ بہت ہمت افزا ہین، اس وقت تک ۸۰ اشخاص پر اس کا کامیاب تجربہ کیا جا چکا ہے،

---

لندن کے علمی و حرفتی کالج نے ۳۰۰ پونڈ سالانہ کے دو وظائف ہندوستان کے دو طالب علمون کو دینا منظور کیا ہے، یہ طلبہ کسی یونیورسٹی کے بھی ہون داخل کر لیے جائین گے اور انکو سال بھر تک امپریل کالج مین رہکر تکمیل تعلیم کرنا ہوگا، وہان کا سال، ۱ اکتوبر سے شروع ہوتا ہے،



# اَدبیات

## "یادِ مدینہ"

از

حضرت شرف،

تڑپ جاتا ہے دل جس دم مدینہ یاد آتا ہے — کسی کے سبز گنبد کا نظارہ یاد آتا ہے

وہ چرچہ یاد آتا ہے وہ جلسہ یاد آتا ہے — وہ باغون مین قُبا کے ہاگھیلا[1] یاد آتا ہے

فضائے دشت و صحرا بھی کھُبی جاتی ہے آنکھون مین — وہ جلوہ دامنِ کوہِ اُحُد کا یاد آتا ہے

ہے عثمانِ غنی کا فیض کیسا آج تک جاری — بھر آتا ہے یہ دل جب بیرِ رُومہ یاد آتا ہے

اُتر آتی ہے صورت آنکھ مین خمسہ مساجد کی — وہ میدان قبلتینِ پاک کا کیا یاد آتا ہے

بہا کر تو ہی لے سیلِ سرشکِ خون مجھے لیچل — کہ وادیِ عقیق اور بیرِ عروہ یاد آتا ہے

وہ کوہِ سلع کی چھوٹی پہاڑی بابِ شامی پر — وہ خوش منظر وہ دلکش اسکا دکّا[2] یاد آتا ہے

تصور رشکِ بیزی کر رہا ہے خاکِ طیبہ کا — مجھے رہ رہکے بابِ عنبریّہ یاد آتا ہے

وہ منزل گاہ زوّارِ نبی کی شہرِ طیبہ مین — جسے سب لوگ کہتے ہین مناخہ[3] یاد آتا ہے

دل آویزی وہ ساگی تو دلچسپی وہ حاکی — مجھے ایک اِک گلی ایک ایک کوچہ یاد آتا ہے

بس اب سیراب کر دے ہو گیا پیاسا مین برسونکا — مجھے پانی ترا اے عینِ زرقا[4] یاد آتا ہے

---

[1] سیر و تفریح [2] چبوترہ [3] جس جگہ حاجیون کا قافلہ ٹھہرتا ہے [4] مدینہ شریف کی نہر کا نام،

وہ مسجد جس کے اندر جلوہ فرما فخر عالم ہین — مجھے فرقت مین اُسکا گوشہ گوشہ یاد آتا ہے

وہ چھت وہ در وہ محرابین وہ دالان اور در دالے — فلک ہی سائبان جسکا وہ رنگلا یاد آتا ہے[1]

کبھی ہین عرش پر نظرین کبھی ہین خُلد مین آنکھین — وہ منبر یاد آتا ہی وہ روضہ یاد آتا ہے

قریب روضۂ اطہر قرین حجرۂ انور — وہ صدیقہؓ کا پیارا اسطوانا یاد آتا ہے[2]

خدا کا نام جس پر گونجتا ہے آپکے آگے — رئیسیہ کا وہ عالی منارہ یاد آتا ہے

حجاب اُٹھ جائین اتو میری چشم شوق سے یارب — وہ جالی یاد آتی ہی وہ پردہ یاد آتا ہے

پڑا ہون سامنے کیسے لے سجدے مین مگر مجھکو — وہ محراب نبوت کا مُصلّا یاد آتا ہے

وہ رونق شہر کی وہ زائرون کا راتدن مجمع — دکھاوے پھر الٰہی وہ زمانا یاد آتا ہے

بہار مرقد شاہ شہیدان کس طرح بھولون — رجب کے ماہ مین جبی کا میلا یاد آتا ہے

بقیع پاک مین ہی کون کون آسودہ کیا کہئے — مجھے ایک ایک لحد ایک ایک قُبا یاد آتا ہے

وہین کی مجکو مٹی کرکے جسکا نام ہے مولیٰ — کہ اُس خاک زمین کا ذرہ ذرہ یاد آتا ہے

مدینے مین پہنچ جاؤن تو مکے کو نہین بھولون — الٰہی مجکو مکے مین مدینہ یاد آتا ہے

شرف مرکز رہا کرتی تھی جس کا ذات معصومی[3]

وہ خاصان خدا کا مجھ کو حلقا یاد آتا ہے،

## قندِ پارسی

جناب میر ولی اللہ صاحب وکیل ایبٹ آباد

(۱)

گوئی کہ وجود تو نمودے ست فقط — آتشکدۂ بود تو دودے است فقط

[1] حرم نبوی کی کیاریان جن مین ریت بچھی ہوئی ہے، [2] وہ ستون جس سے پشت مبارک لگا کر سرور عالم بیٹھا کرتے تھے [3] شاہ محمد معصوم صاحب مرحوم شیخ الطریقۃ المجددیہ والد حضرت شرف،



حیف است کہ در بند زیانی ہر چند — در جیب تو سرمایہ سودے ست فقط

(۲)

حرفے کہ مکرر بود آن حرف نہ — این سردی تو چیست؟ بت برف نہ

دریاے ترا نیست گرانے پیدا — چون جام صدف جام تنک ظرف نہ

(۳)

کہسار زگلزار بہ آرام ترا — قوت بود از حسن خوش انجام تر

شمشاد کجا شاخ گل سُرخ کجا، — شہباز ز طاؤس بہ اندام تر

(۴)

مرغان چمن نغمہ سرائند مخسپ — کالاے تو در خواب ربایند مخسپ

در کلبۂ تاریک چہ خسپی بد مست — خوبان بجہان جلوہ نمایند مخسپ

(۵)

دریاب کہ عمر تو ہمین یک بار است — این رشتۂ باریک ہمین یک تار است

از ناصیہ اش گیر، بقول شخصے — این ابلق ایام سبک رفتار است

(۶)

بے خار بگلزار چمیدن معلوم — بوئے گل مقصود شنیدن معلوم

بے آنکہ بسازی برہ ناہموار — تا منزل محبوب رسیدن معلوم

# اوراق پارینہ

## صد سالہ تبیانات

از مولوی سید مقبول احمد صاحب ایم آر اے ایس، ایف آر ایس اے

## ذیل سلسلہ نخبۃ الشرق

(۲)

باز گلبانگ پریشان می زنم،

قارئین محترم! مین اپنی دیررسی سے شرمسار ہون، نخبۃ الشرق وہی کتاب ہے جسکے ابتدائی اجزا پر گذشتہ فروری مین کچھ گذارش کرچکا ہون، آج مجھے اس کے ایک اور حصہ کے نسبت عرض کرنا ہے یعنی سیاحت نامہ ولیم ہنٹر پر مکتوبات میر عبد الجلیل بلگرامی کو آئندہ پیش کرونگا، وصایائے افلاطون بارسطو فارسی سے منقول ہین اصل کو اخلاق ناصری مین دیکھ لیجئے، زیر نظر مجموعہ مین انکی متن اور ترجمہ بالمقابل نے آٹھ صفحے لیے ہین،

مسٹر ولیم ہنٹر کا سفرنامہ ایک صدی پیشتر اہل علم مین بہت شہرت رکھتا تھا اور بڑی قدر سے دیکھا جاتا تھا اور بے شبہہ اس کا مستحق تھا کہ مستقل کتاب کی حیثیت سے طبع کیا جاتا لیکن جہان تک ہیچدان کی تحقیق ہے رسائل و مجلات سے جدا کرکے نہین چھاپا گیا اور نہ کسی مشہور کتب خانہ مین نظر



آتا ہے، بعض حواشی سے پتہ چلتا ہے کہ کچھ حصہ ۱۸۰۲ء مین قلمبند کیا گیا تھا اس مین چند واقعات مابعد بھی اضافہ کردیئے گئے ہین، اور ذیل سلسلہ مین اس کے بعض اجزاء (ستائیس صفحات) کے داخل کردینے سے ایک دلچسپ و مکمل مجموعہ کی سی کیفیت پیدا ہوگئی ہے، اس کا نام "جزیرہ نما و کشور ہندوستان کے مقامات کی سرسری یادداشت" ہے، مسٹر ہنٹر کی روح کو معارف غرار کا متشکر و منت پذیر ہونا چاہئے، جس کے بدولت اوسکی یاد ڈیڑھ سو برس بعد تازہ ہوتی ہے اور انکی تحریر اردو کا جامہ پہنکر بقائے دوام کی خلعت پاتی ہے، اس کا عنوان انگریزی اور مصنف کا نام دیکھکر خیال دو باتون پر خود بخود منعطف ہوجاتا ہے، ایک، یہ قطعۂ ارض اس وقت تک "انڈیا" کے موقر اور شاندار نام سے مشرف یاب نہ ہوا تھا حتی کہ انگریزون کے قلم سے بھی "ہندوستان" ہی نکلتا تھا، دوسرے، ہنٹر صاحب اس وقت نہ مسٹر ولیم ہنٹر لکھے جاتے تھے نہ ڈاکٹر ہنٹر، بلکہ ولیم ہنٹر اسکوائر، "اسکوائر" وہ لفظ ہے جو معمولاً ہر غیر خطاب دار شریف انگریز کے نام کے بعد شامل کردیا جاتا ہے اور تقریباً "مسٹر" کے مساوی ہے، اس کا مرادف ہماری زبان مین "صاحب" کو کہہ سکتے ہین، یہ صاحب ڈاکٹر گلگرسٹ کے شریک کار اور اردو کی ترقی اور نشر و اشاعت مین رفیق و مددگار تھے، انھین نے کپتان ڈاکٹر جوزف ٹیلر پروفیسر زبان ہندوستانی کی ہندوستانی و انگریزی لغت کی نظر ثانی کی تھی جو کار مائیکل اسمتھ (سول سروس) کے زیر ادارت و اہتمام ۱۸۰۸ء مین لندن مین طبع و شایع ہوئی، انھین نے انجیل مقدس (عہد نامہ جدید) کے ترجمہ کا (جسکو مرزا فطرت نے فورٹ ولیم کالج کے دیگر ہندوستانی اساتذہ و علماء کی امداد سے کیا تھا) اصل یونانی سے مقابلہ و تصحیح کیا جو کلکتہ مین ۱۸۰۵ء مین چھاپا گیا،

اس ذیل مین ابتدا از مضافات مدراس کے بعض دیہات و قصبات کا تذکرہ ہے، خود

انگریزی
Cursory Remarks on Places in the Peninsula and on the Continent of Hindostan BY W. HUNTER ESQR India ھ

مدراس ہی اس وقت صوبہ کرناٹک کا ایک گمنام قریہ تھا، اس کا وجود قابل اعتنا نہ تھا تو اس کے حوالی[1] مضافات کی کیا وقعت ہوگی، عموماً یہ وہی مقامات ہین جنکی رونق و عظمت انگریزون کے بدولت بڑھی تھی یا جنکے ساتھ اُن کو دلچسپی تھی یا جہان انگریزی فوجین قیام گزین تھین، ان کے بعد سیّاح کا چند پرانے تاریخی شہرون مین گذر ہوتا ہے، انگریزی کا املا اور ہجا وہی ڈیڑھ سو سال پُرانا ہے جو اس وقت متروک ہے، مین صرف انھین مواقع ار عجائب و غرائب کو نقل کرنا چاہتا ہون جن سے میرے خیال مین بزرگانِ معارف کو بے لطفی نہ ہو،

**ٹری وٹیور** (Trivatore) مدراس سے پانچ میل شمال پر ساحل بحر سے نصف میل کے اندر کوئی چھاؤنی تھی جہان فوج بنگال کا ایک دستہ متعین تھا، اس گاؤن مین ایک مندر کے سوا کوئی عمارت قابل توجہ نہ تھی، تاہم اسی کی تفصیل اور یہان کے دھان کے سرسبز کھیتون، ناریل کے شاداب و سایہ دار باغ اور کھجور اور تاڑ کے سر بفلک اشجار، املی، آم اور عرلیقہ (چھالیا) کے عظیم الشان درختون نے کافی جگہ لے لی ہے،

**انجول** (Ongole)، اسی نام کے ایک ضلع کا صدر مقام، خوب آباد اور بارونق شہر تھا، اس کے جانب شمال ایک قلعہ خام مربع تھا جس کے بُرج مُدور تھے، ایک جھیل بھی تھی اسی کے متصل دو سو تیس فیٹ بلند چند پہاڑیان تھین جنکے پتھر مین لُوہا بمقدار کثیر اور دُور دُور تک پایا جاتا تھا، اصلی مقناطیس بھی یہان دستیاب ہو چکا تھا، قرب و جوار کی تمام سرزمین سرخ رنگ تھی بعض جگہ پر سیاہ بھی، ان سب مین ذرات معدنی موجود تھے، سیاہ ریت دامن کوہ کے قریب علی الخصوص ان نالون مین پائی جاتی تھی جو پہاڑیون سے بہکر آنے والے پانی نے پیدا کر دیئے تھے بعض تو تمام دکمال

[1] کسی چھوٹے راجہ سے اراضی خرید کر کے قلعہ سینٹ جارج یا مدراس کی بنیاد ۱۶۳۹ء مین ڈالی گئی تھی، یہان کا بندرگاہ اب بھی بلحاظ صنعت و حرفت کچھ اہمیت نہین رکھتا،



دولت مقناطیسی سے مالامال ہو رہے تھے،

اسی جگہ چمڑے کے ڈول اور بیلون کی جوڑی اور بلند گرّی (چرخی) کے ذریعہ سے گہرے کنوؤن سے پانی نکالنا اور آب پاشی کا ایک غیر ملک کے باشندے نے حیرت افزا تماشہ دیکھا جسکی تشریح کر اس نے اپنے اہل وطن کے واسطے ایک عمدہ سبق یا سرمایۂ معلومات فراہم کر دیا ہے، مسٹر ہنٹر کے ذہین دوست مسٹر دارین نے اس اختراع عجیب کا نقشہ بھی صفحۂ قرطاس پر کھینچ دیا تھا جسکی نقل شامل ہے، ظاہر ہے کہ اس وقت تک بلاک "فوٹو" ایجاد نہین ہوا تھا اس لیے یہ تصویر لیتھو (سنگ) پر چھپی ہوئی ہے، ہمارے ملک کی قدامت پسندی یا کند ذہنی بھی کس قدر قابل داد ہے کہ ڈیڑہ سو برس پیشتر بھی بیلون کی جوئین اور کنوؤن کی مَن اور دولاب کا طرز و وضع وہی تھا جو اب ہے غریب دہقان زیر کمر کچھ لپیٹے ہوئے ہے باقی سارا بدن ویسا ہی برہنہ نظر آتا ہے جیسا آج کل آپ دیکھتے ہونگے، آگے چل کر یہ نامور مسافر لکھتا ہے،

"**انجول**" سے جانب غرب بخطِ شمال ۷۵ درجہ پر ایک پہاڑی واقع ہے جس کو کوہ غرّان Speaking mountain کہتے ہین، لوگون کا بیان ہو کہ متعدد و مختلف اوقات پر اس سے شور اٹھتا ہے، عموماً دو یا تین ماہ کے فصل سے، زمانہ بارش مین اکثر، اور بروایت بعض ایام گرما مین معہذا، زمین کی لرزش انجول مین بھی محسوس ہوتی ہے،

کرنیل پیرس[1] کی ہمراہی مین اس پہاڑ پر مین بھی چڑھا جو موضع چھ کورتی سے دو میل اس طرف واقع ہے، انجول سے اس گاؤن کا فاصلہ چودہ میل سات فرلانگ ہوگا.

[1] کرنیل پیرس Colonel Pearse وہی صاحب ہین جنھون نے ایشیاٹک ریسرچز مین مختلف اشیاء و مقامات پر مضامین لکھے ہین، بالخصوص انڈین اسفنکس یا ہندوستان کے ابوالہول پر جلد پنجم مین ان کی تحریر قابل مطالعہ ہے،

ہم نے چھ کورتی مین لشکر ڈالا اور دوسرے دن صبح تڑکے پہاڑی کے دامن مین پہنچ گئے اس کی تقسیم تین حصون مین ہو سکتی ہے، پہلے تو ہم ایک نہایت ڈھالو اور پھسلنے والے چڑھاؤ پر ہو کر ایک وادی مین پہنچے، جہان سے ایک چوٹی بائین ہاتھ کو نظر آئی، اس موقع سے یہی قلۂ کوہ معلوم ہوتی تھی، لیکن پھر اور چڑھنے کے بعد (جس کا راستہ بھی نہایت ناہموار تھا) ہم ایک دوسرے وادی مین پہنچے اس کے ختم پر ہم نے پھر ایک اور چوٹی دیکھی جو پہلے سے بھی بلند تھی، اس پر چڑھ جانے کے بعد پہاڑ کی چوٹی اور بھی دور دراز نظر آنے لگی اور جو اس چوٹی سے تقریباً سو فٹ اوپر ہو گی، ہم اس چوٹی پر ساڑھے سات بجے پہنچے، ایک میدان مین بیٹھ کر جو پہاڑی کی چوٹی سے تیس فٹ کے قریب نشیب مین ہو گا ہم نے بیرومیٹر[1] (میزان الهواء والمطر) کے ذریعہ سے رصد بازی کی تو وہ عرشہ یا میدان سطح دامن سے ۱۸۲۲ فٹ بلندی پر سر جارج شک برگ[2] کے قاعدہ عمل سے پایا گیا اور کرنیل رائے[3] کے حساب سے ۹۰۰ فٹ پر دریائے تیر[4] کے ساحل جنوبی پر جو سمندر سے دو میل کے اندر اور اسکی سطح سے بہت کم بلندی پر ہو گا آلۂ رصد کے دیکھنے سے کوہچہ کا دامن ۲۰۹ فٹ فرازی پر لیا گیا اور وہان سے اس کی چوٹی ۲۰۶۱ فیٹ پر اسی قاعدہ سے ہو گی، ساڑھے دس بجے کے قریب ہم دامن کوہ پر پہنچے،

اوس روز ابر غلیظ محیط رہنے سے ہماری ساری اُمیدین جو نہایت وثوق و وسعت کے ساتھ تحقیقات انکشافات کے متعلق تھین قطعیً خاک مین مل گئین، جب انسان نصف بلندی طے کر لیتا ہے تو سمندر کا تماشا بالخصوص پیش نظر ہوتا ہے بادلون نے اس موقع کو ضرور نظر فریب بنا دیا تھا، ہم بھی ایک لگۂ ابر مین تمام و کمال ملفوف تھے جس کو تند ہوا نہایت تیزی سے اوڑائے لیے جاتی تھی

[1] Sir George Shuckburgh's [2] Barometer [3] Thermanuire [4] Colonel Roy's [5] Rule



یہ بھی بجائے خود ایک قسم کی نہایت مختصر بارش معلوم ہوتی تھی لیکن اس کے رشحات اس قدر باریک و دقیق تھے کہ کسی شے پر جہان وہ گرتے تھے مرئی نہ ہوتے تھے، یون کہیے کہ بس ایک نوع کی نمی اُن سے پیدا ہو جاتی تھی، اسی کے ساتھ بجلی کی تڑپ بھی بار بار ہوتی تھی، اس مقام سے جتنے بادلون کے دلکش اور روح افزا نظارون سے بہت لطف اُٹھایا جو نیچے کی طرف گردان و غلطان چلے جاتے تھے، ان کا ہجوم ایک عجیب عالم فرحت و سرور پیدا کرتا تھا، یہ میدان کو پوری قوت سے پاک و صاف کرتے اور پھر اس پر سیلہائے آب بہاتے چلے جاتے تھے، سر کوہ پر گرمی ۵۰، ۱/۲ درجہ فارن ہیٹ کے تھرمامیٹر[1] (مقیاس الحرارۃ) سے تھی جب ہم اتر کر میدان مین آئے تو ایک سو دس درجہ تھی، ایک جگہ جو سر کوہ سے چندان فصل پر نہ ہو گی کچھ پانی جمع ہو گیا ہے اور ایک چھوٹی سی جھیل بنگئی ہے، یہان سے بہکر پانی آگے بڑھتا چلا گیا ہے اور میدان مین پہنچا ہے، غالباً یہین سے وہ ندی نکلی ہے جو اس کوہچہ کے قریب آتی ہے اگرچہ اس پہاڑ کے خورد ترین حصہ مین بھی جس کے دیکھنے کا ہم کو اتفاق وقت سے موقع مل گیا تھا ہم اس آتش فشان کے دہانے کا پتہ نہ چلا سکے تاہم تیز اور تند حرکت اور صدمات سے اس کو ضرر پہنچنے کے آثار و علامات نمودار تھے بہت سے مقامات پر چٹانون کے بڑے بڑے ٹکڑے ایک دوسرے پر پڑے ہوتے تھے کہین کہین بالکل الگ تھلگ، لیکن ہر جگہہ بد قطع و بے آئین، ان مین دراڑین اور شگاف بھی پڑ گیے تھے، ظاہر ہوتا تھا کہ جس چیز سے یہ پہاڑ بنا ہے اس مین یہ سنگ پارے نہایت گہرے گھستے چلے گیے ہین، خصوصاً وہ دونون سرجیون چوٹیان جنکا ابھی مذکور ہوا اسی قسم کے بیشمار پتھرون کے ڈھیرون سے بنگئی تھین، انھین اسباب اور ظاہری ترکیب و ساخت سے باشندگان ہمسایہ کی اس روایت کی پوری توثیق ہوتی تھی کہ کوہچہ سے شور پیدا اور مسموع ہوتا ہے اور اُسکے ساتھ زلزلہ آتا ہے، یہ چٹانین ایک کرکرے قسم کے پتھر یا سنگریزون سے مرکب جمادکی اور جہان تک مجھے منکشف

[1] Farenhiets Thermameter

ہوا یکسان ترکیب و ساخت کی ہین"

**راج مہندری**، (Raja mandry) جو دریائے گوداوری کے شرقی کنارے پر ایک قصبہ ہے جس کے باشندے زیادہ تر مسلمان[1] ہین، مساجد متعدد اور خوشنما ہین، قلعہ اور اسکی متعلقہ عمارات اور یہان کی مصنوعات مین گاڑھے (یا باصطلاح حال کھدّر) کا ذکر خاص طور پر کیا گیا ہے مگر نہ تو دلچسپ ہے نہ قابل نقل،

**وزگاپٹم**[2] (Vizagapatam) ایک ضلع کا صدر مقام اور دامن کوہ مین ساحل پر پہاڑیون سے محصور آباد ہے، ایک کوچہ پر جہان سے سمندر کا نظارہ بخوبی ہوتا ہے خبر دار خانہ واقع ہے جب کوئی جہاز سامنے نظر آتا ہے تو یہان سے سگنل اور نشان دیا جاتا ہے، یہان کے فوجی اور ملکی حکام اور ان کے مناصب و مراتب اور نظام حکومت کا بیان بھی کیا گیا ہے، مصنوعات مین پارچہ، بالخصوص لنکلاٹھ Longcloth اور ازاری[3] Izaries کا ذکر ہے، البتہ اتنے باریک اور نفیس نہین ہوتے جیسے اور آگے جنوب مین ملتے ہین،

یہان اس جہانگرد و جہان نورد کو ایک بونا (کوتاہ قد) نظر پڑا جو اس کے لئے باعث حیرت تھا، کچھ فاصلہ سے تو وہ سات آٹھ سال کا بچہ معلوم ہوتا تھا مگر چہرہ دیکھتے ہی اس غلطی و غلط شناسی کا اعتراف کرنا پڑتا، بونے عموماً بے ڈول یا غیر متناسب الاعضا ہوتے ہین جن کے جسم کے بعض حصے منحرف ہوتے ہین، بعض قصیر بعض طویل، لیکن یہ شخص اپنی ترکیب و ساخت جسمانی مین کامل سڈول اور خوش قطع تھا، بالعجب کہ اسکی قد و قامت کے متعلق جو خیال نگاہ اوّل مین قائم ہوتا ہے اس کی تصدیق بعد کی تحقیق نیز مشاہدہ سے ہو جاتی ہے،

[1] شاید اس وقت تک اہل فرنگ نے "محمڈن" تجویز نہین فرمایا تھا؟ [2] وزگاپٹم ساحل شرقی کے شہرون مین اب بھی اہم سمجھا جاتا ہے، [3] ازاری، عورتون کے کام کی چیز اور پائجامہ کیلئے مخصوص تھی A broken house



قامت، نعال و عمامہ کو چھوڑ کر . . . . . . . . ۳ فٹ ۲ انچ

ٹانگ کی لمبائی جو زمین سے لیکر کاسہ زانو کے وسط تک ناپی گئی جبکہ ٹانگ مستقیم اور ہیئت عمودی مین پھیلی ہوئی تھی . . . . . . . . . . . ۱۰ انچ

قدم (پانوٗن) کی لمبائی . . . . . . . . ۵ ½ انچ

وہ کامل راست قامت تھا اور اس کا سر (کم از کم بادی النظر مین) جسم کے تناسب سے تھا، بشرہ سے آپ اسکی عمر ۷۰ یا ستر سال تجویز کرتے مگر وہ خود سو برس بتاتا تھا اس کے چھ لڑکے تین لڑکیان تھین ایک تنومند جوان آدمی اس کے ہمراہ تھا جسکو وہ اپنا بیٹا بتاتا تھا، مگر ان امور کی تصدیق یا تکذیب کسی دوسرے ذریعہ سے مجھے نہین ہوئی اس کا مدار معاش اپنے جسم کی نمائش و نمود پر تھا اور کچھ شبہہ نہین کہ وہ اپنے متعلق حیرت خیز باتین گڑھنے اور کہنے مین بڑا ملکہ رکھتا اور خوب نفع اٹھاتا تھا، اسکی بائین آنکھ محض بے نور تھی وہ کہا کرتا تھا کہ آفتاب کی طرف دیکھنے سے اسے کچھ تکلیف یا اس آنکھ کو اذیت نہین ہوتی ہے، دوسری آنکھ بھی رفتہ رفتہ اسی انداز سے بگڑنے لگی تھی، داڑھی براق سفید تھی، دانت سب گر گئے تھے، آواز کرخت اور مردانہ تھی"

مسٹر ہنٹر نے اس کے بعد دو اور بونون کا ذکر کیا ہے ایک کو مدناپور مین دیکھا تھا، یہ بلند بالا ۳ فٹ ۴ ½ انچ کا تھا، دوسرا اگرہ مین، وہ مسلمان تھا ذات کا شیخ، مراد آباد (صوبہ روہیل کھنڈ) کا رہنے والا نتھو نام تھا، کان صاف کرنیکا پیشہ کرتا تھا، یہ چار فٹ کا تھا، لاغر اندام، ان دونون کے متعلق بھی جملہ تفصیلات بارہ دیگئی ہین جنکا اعادہ تصدیع ناظرین کرام کا باعث سمجھتا ہون،

**وزیناگرم**، Vizanagaram کے حالات مین کوئی امر قابل اطلاع نہین،

**پرسوتم چٹا**، Parsotem chatta نہین پایا یہان کی معمولی عمارات اور بعض آلات حرب و ضرب اور معابد و اصنام کی تفصیل، انکی قدامت اور حسن صنعت کی تشریح کی

صفحات معارف مین گنجائش کہان ؟

کٹک[1] Cuttac اچھا خاصا شہر ہے مگر بدقطع، گلیان اور سڑکین تنگ اور مکانات عموماً بدنما و کم حیثیت، البتہ یہان ایک مسجد نہایت نفیس اور فن تعمیر کا عمدہ نمونہ ہے، کٹک اس زمانہ مین اوڑیسہ کے اس حصّہ کا جو راجہ برار کے مقبوضات سے تھا دار الصدر سمجھا جاتا تھا،

سیاحت نامہ کا بقیہ حصّہ زیادہ دلچسپ اور "عمارات اسلام و اسلامیان" کے متعلق ہے اس لیے مین اس کو بلفظہا بے کم و کاست ذیل مین نقل کر دینا مناسب سمجھتا ہون،

"دَل مئو[2] Dalmau یہ وسیع قصبہ دریائے گنگ کے شمالی کنارے پر برابر ایک میل تک چلا گیا ہے، زمین بلند ہے لیکن اس درجہ ناہموار کہ ہر مکان ایک جدا پہاڑی پر کھڑا ہوا اور بجاے خود ایک مختصر سا قلعہ نظر آتا ہے، اکثر مین اینٹ اور چونے کا کام ان پہاڑیون کے اندر اور اطراف تک چلا گیا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ ہر پشتہ تعمیر ہوتی چلی گئی ہے گویا کہ موجودہ عمارات پرانے مکانات کے خرابے اور کھنڈر پر بنائی گئی ہین، قصبہ عظیم الشان، سر سبز درختون سے اتنا بھرا ہوا ہے کہ ایک باشندہ تقریباً اپنے ہی درختون کے نیچے آرام کر سکتا ہے، بہت سے درخت تو بہت پُرانے ہین، ایک بلند چٹان جس پر سے دریا کے ادھر اور نیز آبادی کے ادھر بھی بہت دور تک نگاہ جاتی ہے قلعہ کے طور پر دیوار سے محصور ہے، اسی مین فوجدار جو ایک ہندو ہے رہتا ہے، بستی کے قریب بہت سے مزارات مسلمانون کے تعمیر کردہ ہین،

[1] کٹک، صوبہ اوڑیسہ کا سب سے بڑا شہر ہے یہان چاندی کا نہایت نفیس اور نازک کام بنتا ہے، اوڑیسہ کی دیوانی (یعنی حق سرکاری تحصیل جمع اراضی) مع چند دیگر صوبہ جات کے شاہ عالم نے ۱۷۶۵ء مین ایسٹ انڈیا کمپنی کو عطا کی تھی،

[2] دل مئو، صوبہ اودھ کے ضلع رائے بریلی مین ایک نہایت پُرانا اور مشہور قصبہ ہے، یہان تحصیل بھی ہے اور پولس کا تھانہ بھی، پونے چھ ہزار آبادی ہے، اسکی بنیاد ڈال دیو برادر راجہ رام دیو چھتری راٹھور فرمانرواے قنوج نے اپنے نام سے ڈالی تھی، مسلمانون کے عہد مین "ڈال ہندمی" "ڈال مئو" سے بدل گئی،



خصوصاً ایک درگاہ جو کہن سال اشجار کے باغ کے اندر ہے اور جو مخدوم مولانا بدر الدین بدر عالم[1] ایک قدسی صفات بزرگ سے منسوب ہے، یہان کے باشندے ان حضرت کی یاد بڑی عظمت و احترام سے کرتے ہین، اگرچہ انکی کرامات و خوارق عادات کی بہت سی روایتین زبانون پر ہین مگر کوئی صاحب مجھے نہ انکی تاریخ و احوال بتا سکے نہ اُن کا زمانہ[2]، یہ ایک مربع چبوترہ بیس یا تیس فٹ کی بلندی پر ہوگا، ہر گوشہ پر ایک مُدوّر بُرج ہے، آپ اس پر دو شاندار زینون سے چڑھ سکین گے، صدر یا بڑے زینہ سے صدر دروازے پر آجاوین گے، یہان ایک پتھر نصب تھا جس پر عربی حروف مین کچھ کندہ تھا، لیکن کئی سال ہوئے پھاٹک گر گیا اور صدمہ سے پتھر دو ٹکڑے ہو گیا، پھاٹک کی حال مین مرمت ہو گئی ہے لیکن بجائے اسکے کہ سنگ کتابہ اپنی اصلی جگہ پر نصب کر دیا جاتا زمین پر چھوڑ دیا گیا ہے، حروف اُبھرے ہوئے ہین بعض مرور ایام سے محو ہو گئے ہین بعض پتھر کے ٹوٹنے سے قطعاً نابود، مولاناے مخدوم کا مرقد ایک سنگین عمارت کے نیچے واقع ہے اور ایک دیوار سے محاط،

درگاہ کے دروازے کے قریب ایک سادہ پتھر سطح زمین کے برابر لگا ہوا ہے جس پر حسب ذیل کتابہ ہے

تاریخ وفات مرحومی مغفوری میرزا شکر اللہ[3] رحمہ اللہ،

| | |
|---|---|
| کرد شکر اللہ دنیا را وداع | از جہان دل کند سوئے باغ شد |
| سوخت داغ چند بر دلہا و رفت | زین سبب تاریخ فوتش داغ شد |

[1] درگاہ مخدوم کے قریب ماہ بیساکھ (اپریل و مئی) کے آخیر دوشنبہ کو اب بھی میلا لگتا ہے، [2] مخدوم بدر الدین، شمس الدین التمش بادشاہ دہلی کے ندیم یا رفیق تھے، دل مئو آکر قیام گزین ہوئے، ان کا زمانہ سنہ ۶۳۰ھ کے قریب تھا، اس وقت یہ قصبہ بہت آباد، بارونق و سر سبز تھا، یہی کیفیت سلطان الشرق ابراہیم شاہ والی جونپور کے عہد تک رہی جو سنہ ۸۰۴ھ مین تخت نشین ہوا اور جس نے دل مئو کے نواحی بلکہ اطراف ہندوستان مین سنہ ۸۴۰ھ تک متعدد قلعے مساجد اور مقبرے بنوائے،

[3] مرزا شکر اللہ اکبر بادشاہ کے عہد مین دَل مئو کے فوجدار تھے، مخدوم صاحب کی درگاہ کی مسجد کی مرمت و درستی انھین کے اہتمام و نگرانی مین ہوئی تھی، اسی حُسنِ خدمت و رسوخ عقیدت کے صلہ مین حضرت کے جوار مین انکو احت دائمی نصیب ہوئی اور یہ قبر سنگین یادگار چھوڑی ہے،

اس قسم کا "کرونوگرام" Chronogram (طرز تاریخ گوئی) کتبات مشرقی مین بالعموم پایا جاتا ہی، مادہ تاریخ داغ ہے جس سے سال وصال ۱۰۰۵ ہجری مطابق ۱۵۹۶ عیسوی نکلتا ہی،

دل مئو کے قرب وجوار مین ملک اور اہل ملک کی حالت نہایت عمدہ پائی جاتی ہی، زراعت بھی بمقابلۂ دیگر اطراف واکناف کے بہت زیادہ ہے، کھیتیان معمور اور مویشی و کاشتکار خوشحال نظر آتے ہین، ہر چیز پر فلاح اور رفاہ کے آثار نمودار ہین،

**بنارس**[1] Benaress مسجد جس کے سامنے دونون گوشون پر مشہور منارے ہین ساحل دریا کے متصل واقع ہے، اورنگ زیب[2] نے ہندوٗن کے کسی مندر کو منہدم کرا کے اس کے موقع پر اسے تعمیر کیا تھا، رقبہ جو مسجد کے سامنے ہے سطح آب (دریا) سے بہت بلندی پر ہے، خشکی کے

[1] تعجب ہے کہ ہنٹر صاحب نے دل مئو کی اور عمارات کہن کا ذکر نہین کیا، یہان کی عیدگاہ اور مقبرہ شاہ حسن شرقی بالخصوص قابل تذکرہ تھی عیدگاہ کو بعہد فیروز شاہ ۷۵۲ھ مین محمد یوسف باشندہ قصبہ نے تعمیر کیا تھا، لوح تاریخ بھی موجود ہی لطائف اشرفی و تاریخ فرشتہ مین یہان کی روایات واحوال بکثرت منقول ہین، یہان اکثر اہل علم و اہل قلم نامور گذرے ہین، ملا داوٗد ساکن دل مئو نے چندراین بھاکا زبان مین ۷۸۱ھ (۱۳۷۹ء) مین تحریر کی تھی، [2] بنارس صوبہ جات متحدہ آگرہ واودھ مین سب سے قدیم اور متبرک شہر سمجھا جاتا ہی، دو لاکھ مردم شماری ہی، ظروف برنجی، کھلونے اور پارچہ ہائے ریشمی بیش بہا اور گران از زیورات یہان نہایت خوب بنتے ہین، اس کا پرانا اور مقبول نام کاشی ہی، شیخ علی حزین کا آخری آرامگاہ ہی، جنکے دلکش کلام سے انکی خوے وفا و ارادت ظاہر ہوتی اور بنارس کے ساتھ کمال وابستگی و محبت کی بوآتی ہی، [3] عالمگیر خلد مکان کا جب ۱۰۷۹ھ ۱۶۶۹ء مین یہان گذر ہوا تو بنارس کا نام تبدیل کر کے محمد آباد رکھا، لیکن اس نام نے زیادہ شہرت و بقا نہین پائی بادشاہ غازی نے دو مسجدین اپنی یادگار چھوڑ ین ایک تو بشیشر کے مشہور مندر کو منہدم کرا کے اسی موقع پر جسکی نسبت مسٹر نول Mr. Nevill لکھتے ہین کہ اس رفیع الشان مسجد کے گنبد اپنی سادگی و سفیدی مین عجب رعب و شان دکھاتے ہین اور اس شہر کے سنہرے مندرون اور عظیم القدر عمارات سے کہین زیادہ بڑھے چڑھے معلوم ہوتے ہین، دوسری مسجد یہی ہی جسکا ولیم ہنٹر صاحب نے حوالہ دیا ہے یہ کوتوالی کے محاذ والے گھاٹ پر جمنا کے کنارے ہی، اس کے بلند منارے شہر کے شمالی و شرقی حصہ مین قائم اور پورے شہر کی بہار دکھاتے ہین، اسکی تعمیر وشنو کے مندر پر ہوئی تھی، دونون کا مشترک نام اب تک مادھوداس کا ڈیوڈھا (دوھرہرہ) چلا آتا ہی، یہ نہایت مضبوط و راسخ بنیادون پر قائم کیگئی تھی، عمارت محض سادہ اور تکلفات ظاہری و محاسن تعمیر سے پاک ہے، اس کے سرفلک منارے اس وقت ۱۴۷ فٹ بلند ہین، انگریز واقعہ نگارون کو اقرار ہے کہ جب منارون مین کمزوری و بوسیدگی کے نشانات نمودار ہونے لگے تو مسٹر پرنسپ Mr. Prinsep نے پچاس پچاس فٹ اتروا دئے تھے، ہنٹر صاحب نے انکو اپنی اصلی حالت اور پورے اوج و رفعت کے ساتھ دیکھا تھا، مسجد کے اخراجات کے لیے پہلے ایک گاؤن معاف تھا، سرکار نے اس کو ضبط کر لیا اب عمارت کی نگہداشت و مرمت خود کرتی ہے، افسوس ہی کہ مسجد چندان آباد نہین، یہان کی امامت و خطابت اسی خاندان مین چلی آتی ہے جسکو عالمگیر نے تفویض فرمائی تھی، مگر اب اس کا محافظ بجائے شاہی خطیب و پیش نماز کہلانے کے سرکاری تحریرات مین ملائے مسجد رہ گیا ہے،



زمانے مین آپ بانوے سیڑھیان چڑھ کر وہان پہنچین گے، ہر ایک سیڑھی بالاوسط دس انچ کی ہوگی، مسجد کی چوٹی پر پہنچنے کے لیے پھر تینتالیس سیڑھیان طے کرنا پڑینگی، وہان سے منارے کی چوٹی تک ستائیس سیڑھیان اور ہین، آخر والے دونون زینون کی سیڑھی ۱۱ پانچ اونچی ہوگی،

اس لیے کل پیمائش حسب ذیل ہوتی ہے:-

| | |
|---|---|
| بلندی سطح آب سے لیکر صحن مسجد تک . . . . | ۷۶ فٹ ۸ انچ |
| " فرش سے لیکر مسجد کی چوٹی تک . . . . | ۴۱ فٹ ۳ انچ |
| " وہان سے لیکر منارونکی چوٹی تک . . . . | ۸۳ فٹ ۴ انچ |
| کل بلندی سطح آب سے لیکر منارہ کے چوٹی والے چبوترے تک . . . . | ۲۰۱ فٹ ۳ انچ |
| اس کے اوپر بھی ستون ہین اور ایک گنبد ہی جو قریب بارہ فٹ کے اونچا ہوگا | ۱۲ فٹ × |
| | ۲۱۳ فٹ ۳ انچ |

منارے ہشت پہل ہین اور قطر مین چھ فٹ سے زاید نہ ہونگے،

داخل ہونے پر مسجد کے داہنے بازو پر یہ عبارت ایک پتھر پر کندہ نظر آتی ہے،

"در سلطنت شاہ عالم بادشاہ"

بامیر الممالک عماد الدولہ گورنر جنرل مسٹر ہسٹن بہادر جلادت جنگ بستہ ۱۱۹۸ یکہزار و یکصد و نود و ہشت ہجری نصیر الدولہ علی ابراہیم[1] خان حاکم شہر بنارس ترمیم نمود

دریا کے داہنے کنارے پر شہر مین محاذ رام نگر[2] واقع ہے جہان راجہ بنارس کا باغ اچھی قطع سے نصب

[1] انگریزی تواریخ وسوانح مین علی ابراہیم خان کو ذی اختیار مجسٹریٹ متعین بنارس لکھا ہی اور کہین کہین جج، انکا انتقال ۱۸۱۰ء مین ہوا تھا [2] قصبہ رام نگر کی آبادی گیارہ ہزار کے قریب ہے، اپنے بزرگون کے مسکن قدیم گنگاپور کو چھوڑ کر راجہ بلونت سنگھ نے ۱۷۵۰ء مین یہان قیام اختیار کیا تھا، اب یہ مہاراجہ صاحب بنارس کے مملوکات و مقبوضات مین ہی، راجہ موصوف کے بیٹے چیت سنگھ نے قطب پور کے وسیع باغ کے اندر ایک نہایت فراخ تالاب اور مندر تعمیر کرایا تھا، تالاب نہایت نفیس ہی، نہانے کے لیے چارون طرف گھاٹ ہین، مندر ننو فٹ بلند ہی اور فرش سے چالیس فٹ اوپر تک سنگ تراشی اور منبت کاری کا عدیم المثال نمونہ اس مین نظر آتا ہے، خوب آراستہ اور پر تکلف ہی،

کیا گیا ہے، عمدہ اور قاعدہ کے ساتھ دیوارین ہین جنکے اختتام پر محرابدار راستے جھاڑیون کو کمال حسن صنعت سے تراش کر نکالے گئے ہین، باغ کی دیوار کے ہر گوشہ پر ایک ایک مثمن منارہ ہے اور منار کی اوپر گنبد باغ کے اندر اُز مین محل ہے اس کے سامنے ایک پر تکلف تالاب ہی، اس کا ہر ضلع باغ کے محاذات کے مساوی ہوگا، تالاب کے ہر گوشہ پر منارے بالکل ویسے ہی جیسے کہ باغ کے ہین بنائے گئے ہین، (یہ فرض کرکے کہ تماشائی محل مین بیٹھا ہوا ہے) تالاب کے بائین جانب زنان[1] حرم کے اشنان کے لیے ایک گھاٹ ہی، داہنے سمت ایک ہشت پہلو عمارت ہی جو بہت سے اقسام و صنائع سنگ تراشی سے مزین ہی، یہ عبادت گاہ کے طور پر تعمیر ہو رہی تھی مگر ناتمام رہگئی،

**جونپور[2] Jaunpur** اس مقام کی بڑی مسجد[3] کے نسبت مشہور ہے کہ شاہ حسین شرقی نے اس کو تعمیر کیا تھا، یہ عمارت تراشیدہ پتھر کی ہے، صحن کا طول نوّے قدم ہوگا، وسط مین ایک

---

[1] یہی الفاظ Women of the harems ہنٹر صاحب نے استعمال فرمائے ہین، [2] جونپور صوبہ جات متحدہ مین ایک مشہور ضلع ہی، خاص شہر کی آبادی قریب تینتیس ہزار کی ہے، اس خاک پاک سے بڑے بڑے جلیل القدر اور یگانۂ زمانہ علما و حکما نکلے اور پیوند زمین ہوئے ہین، جونپور کی سلطنت کی بنیاد چودھوین صدی عیسوی مین پڑی، ملک سرور عرف خواجہ جہان وزیر نے بادشاہ دہلی کے دربار سے ملک الشرق، کا خطاب ۱۳۹۴ء مین حاصل کیا اس وقت کے تمام ممالک محروسہ ہندوستان یعنی قنوج سے بہار تک اس کے زیر نگین یا تحت حکومت تھے بسنہ ۷۹۶ھ (۱۳۹۴ء) مین اس نے اپنی مطلق العنانی کا اعلان کرکے "اتابک اعظم" کا لقب اختیار کیا ۱۳۹۹ء مین وفات پائی، ۱۴۷۶ء مین سلطنت ختم ہوگئی،

[3] یہ مسجد جواب جامع مسجد کے نام سے مشہور ہے یہان کی تمام عمارات و مساجد مین وسیع اور شہر کی زینت ہے کہتے ہین کہ اسکی تعمیر کا خیال ابراہیم شاہ کو پیدا ہوا تھا جس نے نقشہ بھی تجویز کر دیا تھا، وہ حضرت خواجہ عیسی کا عقیدتمند تھا اور باقتضائے وفور ارادت نہین چاہتا تھا کہ آپ کو چار انگلی تک جانے یعنی ایک میل مسافت کی زحمت اٹھانی پڑے، ابراہیم کے پوتے حسین شاہ کی قسمت مین یہ شرف لکھا تھا کہ دادا کے ارادے کو پورا کرے، روایت ہی کہ مسجد کی بنیاد ۱۴۳۸ء مین رکھی گئی، تکمیل تعمیر کی نوبت ۱۴۷۸ء مین پہنچی، اس کے ایک ہی سال بعد حسین شاہ کے اقبال کو زوال آیا، اب یہ مسجد پرانی بازار مین گھوماہن کی سڑک کے قریب محلہ عمر خان مین ہے، اسکی کرسی جانب جنوب سطح زمین سے ۲۰ فٹ بلند رکھی گئی ہے، ستائیس زینے طے کرنا ہوتے ہین، اندر کا صحن ۲۱۹ × ۲۱۰ فٹ ہے، کل رقبہ شرق سے غرب تک ۳۰۰ فٹ اور شمال سے جنوب تک ۲۰۰ فٹ ہوگا، عظیم الشان پھاٹک ہین، مشرقی دروازے کو سکندر لودی نے عمداً خراب کرا دیا تھا مسجد کے نیچے حسب دستور دکانین ہین، ساری عمارت نہایت خوشنما جھجے دار اور پر تکلف کام کی ہے، عربی مین کتابے لکھے ہوئے ہین، عمائد شہر نے مدد اتفاق سے مسجد کی مرمت جنوبی کرا دی اور شمالی و جنوبی پھاٹکون کو از سر نو بنوا دیا تھا، اب مرمت و نگہداشت مین سرکار دولت مدار کا ہاتھ اور خزانہ عامرہ کا روپیہ بھی شامل ہے،



مربع کمرہ ہے جس کے اوپر گنبد ہے، ہر کنارے پر دو دو کمرے ہین، ایک ستون دار دوسرا بغیر ستونون کے، زینہ سقف تک گیا ہے جو گنبد کے حصۂ اسفل یعنی اسکی بنیاد کے مستوی ہوگی، وسطی کمرے کا عرض سامنے کی جانب اتنا ہی بلند چلا گیا ہے جتنا گنبد ہے، جس سے پردہ سا بن گیا ہے، اسی مین ایک محراب گاتھک Gothic وضع کی ہے، یہ پردہ اوپر کو چوٹی تک جاتا ہے، مگر محراب پردے کی دبازت مین تھوڑی ہی دور تک جا کر رہجاتی ہے بجز اس کے کہ جہان اس مین دروازہ اور سترہ دریچے آگئے ہین، زینہ اسی پردہ کی موٹائی مین ہے، اس سے آپ اوپر پہنچین گے، ہر ایک گوشہ پر ایک اچھا خاصا فراخ چبوترہ ہے، جہان ایک شخص کھڑا ہو کر نہ صرف گرد و پیش کی ساری آبادی پر نظر ڈال سکتا ہے بلکہ جوالی شہر مین بھی کوسون تک اسکی نگاہ جاتی ہے،

یہان دریاے گومتی پر ایک پُل[1] بنا ہوا ہے اس مین پندرہ محرابین ہین، دریا دو دھارون مین منقسم ہو گیا ہے اس لیے اس دھار پر جو شہر کے متصل ہے دس محراب ہین اور جو فصل پر ہے اس پر پانچ، خشکی کے زمانے مین سطح آب سے معبر کی بلندی انتیس فٹ ہوتی ہے، لیکن موسم باران

---

[1] یہ پُل جونپور کی تاریخ مین بڑا پُل کہلاتا ہے، اور ایک اعتبار سے (جس کو ابھی لکھون گا) ہندوستان اور انگلستان مین اپنی نظیر نہین رکھتا، یہ چونے اور پتھر کی نہایت مضبوط اور بھاری تعمیر ہے، سنہ ۱۵۶۴ء مین شروع ہو کر ۱۵۶۸ء مین ختم ہوا منعم خان خانخانان نے بنوایا تھا، حضرت علی ساکن کابل معمار تھا اور مہتمم و نگران تعمیر خواجہ شیخ نظام الدین تھے، یہ پُل بے حد خوشنما اور مستحکم ہی اس پر سڑک چھبیس فٹ چوڑی اور اس کے دونون طرف ایک ڈول پتھر کی دیوار دو فٹ تین انچ بلند بنی ہی، پائدار مگر سبک پیل پایون پر خوشنما گوشک ہر ایک گوشہ پر دونون سمت ایک کنارے سے دوسرے تک بنے ہوئے ہین، اسکی انتہائے درازی ۷۱۲ فٹ ہوگی مگر یہ صرف دونون پُلون کی نہین بلکہ اس مین خشکی کا وہ حصہ (جزیرہ) بھی جو ان کے مابین واقع ہے، درمیانی سو فٹ لمبا ہوگا شامل ہے، جنوبی پُل ۲۰۱ فٹ اور شمالی کی ۲۵۲ فٹ لمبائی ہے، فارسی کی تاریخین اور کتبے لگے ہین، ماہرین فن کہتے ہین کہ اس پل مین خاص خوبی یہ ہے کہ سڑک ہموار رکھی گئی ہے وسط مین جا کر اونچی نہین ہوگئی ہے جیسا کہ اور جگہ دیکھا جاتا ہے، انگریز انجینئرون کا قول ہے کہ سب سے پہلا پُل اس (مسطح اور ہموار) انگلستان مین لندن کا واٹرلو برج ۱۸۱۷ء مین تعمیر ہوا تھا،

مین دریا کبھی کبھی اس قدر طغیانی پر آجاتا ہے کہ کشتیان پُل پر ہو کر گذر جاتی ہین، محرابون کی چوڑائی دس دس فٹ ہوگی، بلندی کے دو ثلث تک تو محراب کے اطراف بخطِ مستقیم اور متوازی ہین، بعد ازان پیل پائے ایک ایک محراب سے جوڑ دیئے گیے ہین، محراب کا ٹھنک ساخت سے یون مشابہ کہی جاسکتی ہے کہ اس کا بھی ایک زاویہ اوپر کو ہے، اور مختلف اس وجہ سے سمجھی جاتی ہے کہ اس کے ہر طرف مین دوہری خمی ہے اور جو پائین (یعنی بنیاد) جانب ہے ادھر کو اپنی بلندی کے تین ربع تک باہر سے محدّب و قبہ دار بنی ہے، لیکن سب سے اوپر کے حصہ مین یہ کیفیت اندر کو پیدا ہوگئی ہے؛

## حیاتِ امام مالکؒ

امام مالک کے سوانح، مدینہ کی علمی مجلسین صحابہؓ اور تابعینؒ کا علمی انہماک حدیث کی تدوین مدینہ کی فقہ، اسلاف کے اخلاق و سیرت کی تصویر اور حدیث کی پہلی کتاب موطا کی خصوصیات اس کتاب مین نظر آئے گی، قیمت عہ

"منیجر"



# بابُ التقریظ والانتقاد

## اردو کے جدید اخبارات و رسائل

دسمبر ۱۳ء مین ہم نے لکھا تھا کہ مختلف اخبارات و رسائل سورج کی طرح بڑے تزک و احتشام سے ایک صبح کو نکلے اور اسی شام کو غروب ہوگئے" آج جب ہم پھر نئے اخبارات اور رسالون پر قلم اٹھاتے ہین، بیساختہ یہی الفاظ زبانِ قلم پر آتے ہین،

اخبارات مین قابلِ ذکر صرف تنظیم امرتسر، ہمدرد دہلی، ہفتہ وار ریاست دہلی، قومی رپورٹ مدراس، کوکبِ ہند آگرہ اور مزدور کلکتہ ہین، امرتسر سے ایک اور اخبار عالمگیر نکلتا ہے، جس کا منشاصرف ہندو مسلم اختلافات کی خلیج کو وسیع کرنا، علمبرداران آزادی کو بدنام کرنا، اور دوستی کے پردہ مین عالمگیر کی بدنامی مین اضافہ کرنا ہے، قیمت سالانہ صہ سنا ہے کہ انگریزی دانون نے کامریڈ کی اس سے زیادہ قدر کی جتنی اردو دان طبقہ کو ہمدرد کی کرنی چاہئے تھی، اس پر خیرخواہانِ اردو کو محض افسوس ہی نہ کرنا چاہئے بلکہ اپنے فرائض کو انجام دینے کی کوشش بھی کرنا چاہئے، ہمدرد جن وجوہ سے بند ہوا تھا، اس کا دہرانا ضروری نہین، آج پورے دس برس کے بعد ہمدرد کو ہم دوبارہ زندہ دیکھتے ہین جس مین اسکی اصلی روح موجود ہے، البتہ ۱۳ء کے ہمدرد اور ۲۴ء کے ہمدرد مین اگر کچھ فرق ہے تو وہی فرق ہے جو ۱۳ء کے مسٹر محمد علی اور ۲۴ء کے مولانا محمد علی مین ہے، قیمت سالانہ سنہ پتہ:۔ دفتر ہمدرد کوچہ چیلان دہلی

ریاست کے اڈیٹر سردار دیوان سنگھ مفتون، سابق اڈیٹر نتیجہ دہلی ہین، اس اخبار کا مقصد صرف ہندوستانی ریاستون اور وہانکی رعایا کی اصلاح و ترقی ہے مگر اپنے لب و لہجہ اور جامعیت کی وجہ سے جن لوگون

کے دماغ کو ہندی اردو اخبارات نے مسموم کر دیا ہے ان کے لیے بہترین تریاق بھی ہے، تنظیم امرتسر (قیمت سالانہ عــہ) کا مقصد مسلمانونکی پراگندہ قوتون کو یکجا کر کے ان کو صحیح معنون مین خدا کے اس فرمان کا مخاطب بنانا ہے کہ مسلمانو!

کنتم خیر امة اخرجت للناس    تم خدا کی بہترین قوم ہو لوگون کے فائدہ کے لیے پیدا کیے گیے ہو،

یہ اخبار پنجاب کے ایک مشہور علم بردار حریت ڈاکٹر کچلو کی ادارت مین نکلتا ہے، روزنامہ قومی رپورٹ مدراس (قیمت سالانہ عــہ ) مدراس کا اچھا اردو اخبار ہے، جو گیارہ سال سے برابر جاری ہے اب اس کے اڈیٹر جناب بشیر الندوری ہین یہ صوبہ اردو مین بالکل پیچھے ہے اس لیے دوسرے صوبون کو اس صوبہ مین اردو کو ہردلعزیز بنانے مین خاص حصہ لینا چاہئے،

کوکب ہند آگرہ (قیمت سالانہ للعہ ر) بہائی مذہب والون کا نقیب ہے جو اس وقت تک صرف قادیانیون کی حقیقت کا اظہار کرتا ہے، بہائی مذہب ایران کے شدید تعصب مذہبی کا ردعمل ہے، اس کے بانی جناب باب اللہ اور ان کے جانشین مرزا عبد البہا کو مسیح و مہدی ہونے کا دعویٰ تھا، کوکب ہند کے مطالعہ سے اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ مرزا غلام احمد اور ان کے مقلدین کے اکثر خیالات و عقائد اسی بہائی تحریک کا پرتو ہین مزدور کلکتہ کے اس وقت تک صرف چھ نمبر نکلے ہین اسکو ہر طرح ترقی کی کوشش کرنی چاہئے، نمبر ۲ کریم بخش لین پتہ ہے، مزدور جماعت سے ہمدردی رکھنے والون کو اسکی طرف توجہ کرنی چاہئے

اخبارات کی طرح امسال ماہوار اور پندرہ روزہ رسالے بھی بکثرت نکلے جن مین ادبی پرچونکی تعداد زیادہ ہے، پھلواری شریف، ضلع پٹنہ سے، حکیم عبد المنان صاحب کی ادارت مین طبی کانفرنس بہار و اڑیسہ کی طرف سے ایک طبی پرچہ مسیحا (قیمت سالانہ عا) شائع ہوتا ہے، افسوس کہ اس کا معیار ہندوستان کے دیگر طبی رسالون سے بہت پست ہے، مذہبی رنگ کے پرچون کی تعداد سال گذشتہ کی آب و ہوا کے لحاظ سے جتنی ہونی چاہئے تھی اتنی نہین، الفیض امرتسر (قیمت سالانہ سے ر) بلاغ امرتسر



(قیمت فی پرچہ ۴ر) اور شریعت مکتسر ضلع فیروزپور (قیمت سالانہ سے ر) یہ تین پرچے پنجاب کی سرزمین سے نکلتے ہین، اسی سرزمین پنجاب یعنی لاہور سے، ہر بھگوان آنند صاحب کی اڈیٹری مین ایک پرچہ ودھوا سہاتک نکلتا ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ ہندون کی اونچے طبقون مین نکاح بیوگان کی ترویج ہو، جن مسلمان خاندانون نے ہندؤنکی غلط تقلید مین عقد بیوگان کو رسماً معیوب سمجھ لیا ہے انکو ہندو عقلا کی اس کوشش سے سبق لینا چاہئے اس پرچہ کی سالانہ قیمت عا ہے،

جناب خواجہ حسن نظامی صاحب متعدد ادبی اور مذہبی پرچے شائع کراتے ہین، تراہہ بہرام خان، دہلی سے انکی زیر مصلحت اور جناب بقائی صاحب کی ادارت مین ایک جدید پرچہ گرو سیوک نکلنا شروع ہوا ہے، کیونکہ شاید صوفیون نے بھی مان لیا ہو کہ اب زمانہ آگیا کہ علم سینہ کو علم سفینہ بنا دیا جائے قیمت سالانہ سے ر

دہلی سے مولوی مظہر الدین اڈیٹر الامان کی ادارت مین ایک پندرہ روزہ پرچہ ندار اسلام نکلتا ہے، یہ پرچہ موجودہ ضروریات کے مطابق ہے سالانہ قیمت للعہ ر،

بنارس چھاؤنی سے منشی اکبر علی صاحب اکبر بنارسی "علم روحانی" کا ایک ماہوار رسالہ بنارسی حور نکالتے ہین جو مصور بھی ہوتا ہے یوگ دویا اور تصوف جیسے مقدس مباحث اس کا موضوع ہین مگر سرورق کی تصویر متین اشخاص کے لیے ناقابل برداشت ہے قیمت سالانہ سے ر پتہ: بنارس چھاونی،

ادبی پرچون مین لطف سخن (قیمت سالانہ عار) حسن پور ضلع مراد آباد سے کوکب (اترولہ ضلع گونڈہ قیمت سالانہ عار) نوبہار علی گڈہ (قیمت سالانہ     ) ستارہ علی گڈہ (قیمت سالانہ ہے ر) ہمارے صوبہ متحدہ سے نکلتے ہین، جو اردو کا گہوارہ سمجھا جاتا ہے، مگر ان پرچون نے اپنی برادری مین کسی اہم اور خاص بات کا اضافہ نہین کیا، ان سے بہتر انجمن ترقی اردو پٹنہ کا ارگن ندیم ہے جسے جناب عبد الباری محمد ساقی صاحب ترتیب دیتے ہین (قیمت سالانہ چار روپیہ) مگر صوبہ بہار خاص کر عظیم آباد پٹنہ کو اردو کی تاریخ مین جو اہمیت حاصل ہے اس کے اعتبار سے اس پرچہ کا معیار بھی بلند نہین،

کلکتہ سے بیگم صدیق انصاری کی ادارت مین ایک ماہوار پرچہ جو کئی سال سے نکلتا ہو" اگست سے خود جناب صدیق انصاری نے ایک ہفتہ وار ادبی پرچہ نئی دنیا (قیمت سالانہ ہے) نمبر ۲ کولوٹولہ اسٹریٹ کلکتہ سے نکالنا شروع کیا تھا، جو اب روزانہ ہوگیا ہے، اور اس کا مقصد اسلامی تنظیم ہی، اردوئے معلّی دہلی (قیمت سالانہ عہ روپیہ) کے لحاظ سے بہترین پرچہ ہے، دہلی سے جناب فضل حسین صاحب صدیقی کی ادارت مین ایک ماہوار پرچہ الہلال نکلتا ہے، سمجھ مین نہین آتا کہ "بر پرستی حق عزاسمہ" کے کیا معنی مین، اس پرچہ کا معیار دہلی کے دوسرے پرچون سے زیادہ بلند نہین ہے نہ اس نے اپنے لیے کوئی نئی راہ اختیار کی ہی، تاہم پرچہ اچھا ہے قیمت سالانہ عار

کشاف امرتسر قیمت سالانہ عہ، عالمگیر لاہور قیمت سالانہ عہ اور نیرنگ خیال مصور دربار ودخان بازار لاہور قیمت سالانہ ہے، نیرنگ خیال ایک خاص نہج اور اسٹائیل پیش کرنا چاہتا ہے، خدا کامیاب کرے، عالمگیر علمی، ادبی، تاریخی، اور مذہبی تمام مباحث مین حصہ لینے کا مدعی ہے، مگر پرچہ تاریخی اور مذہبی مضامین سے خالی ہے،

احمد آباد گجرات کا صوبہ اردو صحافت سے تقریباً خالی ہے خوشی کا مقام ہے کہ وہان سے بھی ایک ماہوار پرچہ نشتر نکلنا شروع ہوا ہے جو ہندوستان کے دوسرے عام پرچون سے کم رتبہ نہین بلکہ بعض سے بہتر ہے، ہم دل سے دعاگو ہین کہ یہ پرچہ روز بروز ترقی کرے قیمت سالانہ ہے،

اردو کی پرورش ابتدا سے نوابون اور رئیسانے کی ہے، دہلی کی تباہی کے بعد اردو کا مرکز دہلی لکھنؤ تھا، اب انشاراللہ عنقریب مرکزیت کا شرف حیدرآباد دکن کو ہونے والا ہے، دہلی اور لکھنؤ تو صرف اپنی شہرت کا دم بھرتے ہین لیکن اردو کی علمی خدمت اس وقت حیدرآباد اور پنجاب کر رہی ہین، امسال کے جدید پرچون مین ان پرچون کا معیار نسبۃً بلند ہے جو حیدرآباد سے نکلتے ہین، انجمن ارباب اردو مسہ در نگر، حیدرآباد کی طرف سے حال مین ایک ماہوار تحفہ نکلنا شروع ہوا ہے، اس پرچہ کے تین نمبر اب تک موصول ہوئے ہین جنسے آیندہ کے متعلق بہتر امید قائم ہوتی ہے، قیمت سالانہ پانچ روپیہ اس پرچہ کی ادارت ارکان انجمن کے ہاتھ مین ہے ایک شخص مدیر نہین، اسی حیدرآباد سے جناب سید محمد ضامن صاحب کنتوری ایک پرچہ لِسَانُ المُلک نکالتے ہین یہ پرچہ ہندوستان کے بعض اردو پرچون سے بہتر ہے قیمت سالانہ صر پتہ دلاور گنج حیدرآباد، چھتہ بازار حیدرآباد سے ایک پرچہ تاج نکلتا ہے، قیمت سالانہ للعہ ، یہ پرچہ بھی ہندوستان کے بعض مشہور ماہواری پرچون سے کم رتبہ نہین،

بھوپال سے جناب حامد سعید حامد بھوپالی صاحب مُحسِنُ المُلک نواب جنرل حافظ محمد عبید اللہ خانصاحب بہادر فردوس مکان کی یادگار مین ایک پرچہ محسن الملک نکالتے ہین، پرچہ اچھا ہے، طباعت وکتابت بھی اچھی ہے، مضامین اچھے اور دلچسپ ہوتے ہین مگر ابھی اور توجہ کی ضرورت ہے،



## مطبعِ معارف

مطبع معارف کے خاص خصوصیات کی بنا پر اکثر علم دوست اصحاب نے اپنی کتابین اس مطبع مین چھپوانے کی خواہش کی، لیکن ہمارے پاس خود اتنے کام تھے کہ ہم ان کو پورا نہین کرسکتے تھے، لیکن اب انجن سے مشین چلنے کے باعث باہر کی فرمایشون کی بھی تعمیل کرسکتے ہین اگر کوئی صاحب اپنی کوئی کتاب چھپوانی چاہتے ہون تو وہ بخوشی ہمارے پاس بھیج سکتے ہین، نرخ نامہ کے لیے منیجر کے نام خط وکتابت کیجیے،

## مطبوعات جدیدہ

**گوہرین نامہ**، ہماری زبان کے قدیم انشا پردازون مین مولوی احسن اللہ خان صاحب ثاقب، خاص امتیاز رکھتے ہین، علوم مشرقی کے استاذ ہونے کے علاوہ ان کو فارسی ادبیات سے خاص ذوق ہے، اردوے معلّٰی اور دوسرے پرانے پرچون مین اُن کے مضامین، اور نظمین اکثر شایع ہوتی رہی ہین، مولانا حالی مولانا شبلی، وغیرہ سے خراج تحسین وصول کرچکے ہین، فارسی کی ترویج و توسیع کے خیال سے انھون نے قند پارسی نکالنا شروع کیا تھا، اسکی مقبولیت کا اس سے بہتر کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ خود مشہور ایرانی اساتذہ نے اسکی داد دی تھی اب یہی مضامین خطوط اور نظمین گوہرین نامہ کے نام سے شایع کیگئی ہین، ان کے علاوہ ہندوستان، اور ایران کے بزرگون نے جو خطوط ان کے نام وقتاً فوقتاً لکھے تھے وہ بھی اس مین شامل کردیے گیے ہین جس کے ذریعہ سے ہم کو مولوی حالی، مولانا شبلی، امیر مینائی وغیرہ کے بہت سے غیر مطبوعہ خطوط کی زیارت کا موقع مل گیا ہے، ابتدا مین حضرت ثاقب اور ان کے والد ماجد مولوی محمد نصر اللہ خان بہادر کی عکسی تصاویر ہین، مولوی شمس الدین احمد صاحب پروفیسر بی۔ بی کالج مظفر پور نے فارسی مین ایک مقدمہ لکھ کر مولوی صاحب موصوف کی خاندانی و علمی حالات بتائے ہین، یہ مجموعہ تنوع مباحث و مضامین کے لحاظ سے بہت دلچسپ ہے اور ہر صاحب ذوق کو اس کا مطالعہ کرنا چاہئیے، کتاب ۱۴۴ صفحات پر مشتمل ہے اور ۱۲ر مین منیجر دار المصنفین اعظم گڈہ سے مل سکتی ہے،

**سیاسیات**، یورپ کی جنگ عظیم اور جدید ملکی تحریکات نے اردو دان طبقہ مین بھی عموماً سیاسیات کا ذوق پیدا کردیا ہے، اور ہر شخص اس مین دلچسپی لینے لگا ہے، اگرچہ واقعات، حالات اور بیانات کی بنا پر لوگ اپنی اپنی رائے قائم کرسکتے ہین، لیکن جب تک نفس اس علم سے واقفیت نہ ہو، اس قسم کی رائین یقیناً صحت سے بہت دور ہوتی ہین، اردو مین اس علم پر کوئی کتاب کیا کوئی رسالہ بھی



موجود [illegible] ہم جناب محمد اجمل خان صاحب بی، اے علیگ کو مبارکباد دیتے ہین کہ انھون نے نہایت ہی خوبی اور بہتر طریقہ [illegible] پورا کرنے کی کوشش کی ہے اور اس مین وہ بڑی حد تک کامیاب ہوئے ہین، [illegible] بیان [illegible] سے بھی کتاب مین کوئی کمی نہین ہے، طرز بیان بھی بہت پسندیدہ ہے، اور ہر شخص نہایت آسانی [illegible] کتاب کو پڑھ کر سیاسیات سے اچھی طرح واقفیت حاصل کرسکتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ سیاسیات کا علم آجکل کی متمدن زندگی کا ایک غیر منفک جزو ہوگیا ہے، اور ہر ہر قدم پر، اقتصادیات مین تنظیم حکومت مین، تجارت مین، ملکی اور بین الاقوامی مباحث مین، معاشرت مین، غرض ہر چیز مین ہم کو اسکی ضرورت پڑتی ہے، اور اس کے بغیر ہم ایک قدم بھی نہین بڑھا سکتے، مصنف نے انھین ضروریات کو پیش نظر رکھ کر یہ جامع کتاب لکھی ہے اور اردو مین ہم اس کو اس علم کا سنگ بنیاد کہہ سکتے ہین، البتہ بعض مقامات پر انھون نے انگریزی اصطلاحات کا جو ترجمہ کیا ہے، ان سے ہمکو اختلاف ہے، مثلاً [illegible]، کا ترجمہ اعتدال پسند ہونا چاہئیے (Colony) کا نوآبادی، یا مستعمرہ رائج ہوچکا ہے اسی طرح تنفیذی کا لفظ ہے اور Mythology کے لیے صنمیات یا اساطیر کا، پھر بھی کتاب بہت دلچسپ، مفید اور پُر از معلومات ہے، سیاسیات سے ہر دلچسپی رکھنے والے کو چاہئیے کہ اس کا غائر مطالعہ کرے، کتاب ۲۰۰ صفحات پر مشتمل ہے قیمت مجلد عہ ناظم قومی دار الاشاعت سرائے گڈھا، الہ آباد سے مل سکتی،

**آزادی اقوام**، روسی اشتراکی ٹالسٹائی کی تصنیفات سے اردو دنیا ایک حد تک واقف ہوچکی ہے، یہ رسالہ بھی اسی مصنف کے جسے دنیا کی موجودہ تحریکات کا بانی کہا جاسکتا ہے، ایک رسالہ کا ترجمہ ہے، مترجم قاضی ایقان حسین صاحب بی اے ہین، ترجمہ اچھا ہے لکھائی چھپائی بھی اچھی، قیمت ۸ر مصنف سے سلطان منشن ڈونگری بمبئی کے پتہ سے طلب کیجئے،

**باغبان**، ڈاکٹر سر رابندر ناتھ ٹیگور نے نوبل پرائز پانے کے بعد علمی دنیا مین جو شہرت حاصل کرلی ہے، اس کا یہ لازمی نتیجہ ہے کہ ان کا ایک ایک حرف دنیا کی مختلف زبانون مین ترجمہ ہوکر پھیل جاتا ہے

اس وقت تک انکی ایک درجن سے زیادہ کتابین تمام دنیا مین پھیل چکی ہین لیکن اردو کو ان کے بعض افسانون کے علاوہ، انکی صرف ایک کتاب گیتان جلی کا ترجمہ دیکھنا نصیب ہوا ہے لیکن یہ ترجمہ بھی ایک حد تک جیسا کہ بعض اردو دان بنگالیون کا خیال ہے غلط ہی، اور شاید ملک مین اسکی کوئی عام مقبولیت بھی نہین ہوئی کہ اب تک اس کے دوسرے اڈیشن کی نوبت نہین آئی ہی، اب کلکتہ کی میکملن کمپنی نے ٹیگور کے دوسرے مجموعۂ نظم گارڈنر کا ترجمہ اس نام سے شایع کرایا ہی، اس کے مترجم جناب حامد حسن صاحب قادری اڈیٹر اخبار سعید کانپور ہین، ترجمہ مین سلاست کی گئی ہی، ہم آیندہ کسی نمبر مین ان دونون کتابون (گیتان جلی اور باغبان) پر اظہار خیال کرین گے، پھر بھی "کچھ" "نہین" سے بہتر ہے کہ اصول پر یہ غنیمت ہی، بہتر ہوتا کہ اردو دان بنگالی حضرات اس طرف متوجہ ہوتے تاکہ ترجمہ در ترجمہ سے جو فقدان روح معنی پیدا ہو جاتا ہے وہ ایک حد تک کم ہو جاتا، کتاب کے ۱۰۴ صفحات ہین، تقطیع چھوٹی طباعت اچھی ہی، قیمت عہ میکملن کمپنی کلکتہ سے طلب کیجیے

**آزادی کے سبق**، مولانا عبدالرحمٰن صاحب ندوی نگرامی نے ترک موالات کے پرشور زمانہ مین ہندوستانی آزادی پر ایک خاص طرز مین خالص مسلم نقطۂ نگاہ سے متعدد مضامین لکھے تھے، جن مین انھون نے بتایا تھا کہ انسان آزاد پیدا ہوتا ہے اس لیے اس کو آزاد رہنا چاہیے، اسلام کی بھی یہی تعلیم ہے، اس کے بعد قابل مضمون نگار نے حصول آزادی کے مشکلات پر نظر ڈالی تھی، اور حضرت موسیٰؑ کی مساعی نجات کو مفصل بیان کیا تھا اس کے ساتھ ہی حب الوطنی ترک موالات وغیرہ پر بھی ایک مخصوص طریقہ سے روشنی ڈالی تھی، یہ مضامین اس وقت بہت مقبول ہوئے تھے، اب ان کو ایس. کے، عزیز کمپنی نے ایک نشید حریت کے تین صفحون کے دیباچہ کے ساتھ رسالہ کی صورت مین شایع کیا ہی، اس رسالہ مین سات مضامین ہین، (۱) آزادی کی قدر و قیمت (۲) آزادی کا سفر (۳) آزادی کے رہنما (۴) رسول نافرمانی پر قرآن حکیم کی ایک نظر (۵) آزادی کی ایک نشانی (۶) آزادی کی تحریک اور حکومت کا طرز عمل (۷) خداوند خدا کی جنگ یا زوال فرعون، کتاب ۷۰ صفحات کی ہے، لکھائی چھپائی اس سے بہتر ہونی چاہیے تھی، قیمت ۶/

ملنے کا پتہ:- ایس، کے عزیز کمپنی، شیرانوالہ دروازہ، لاہور،